ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۹ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ
۱۰ جولائی ۱۹۶۴ء

انجمن خدام الدین ○ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَجْلِسٍ یُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَآءَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ مَتَی السَّاعَۃُ؟ فَمَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ سَمِعَ مَا قَالَ فَکَرِہَ مَا قَالَ. وَقَالَ بَعْضُھُمْ، بَلْ لَمْ یَسْمَعْ. حَتّٰی اِذَا قَضٰی حَدِیْثَہٗ قَالَ: اَیْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَۃِ؟ قَالَ ھَا اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ" اِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَۃُ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ" قَالَ کَیْفَ اِضَاعَتُھَا؟ قَالَ" اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ"

رواہ البخاری

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ اس دوران میں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف رکھتے ہوئے قوم سے گفتگو فرما رہے تھے۔ کہ ایک دیہاتی آیا۔ اور اس نے دریافت کیا۔ کہ قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر گفتگو فرماتے رہے۔ جماعت میں سے بعض کہنے لگے۔ کہ حضور نے اس کی بات سن لی، لیکن آپ کو ناگوار معلوم ہوئی۔ اور بعض کہنے لگے کہ آپ نے اس دیہاتی کی بات سنی ہی نہیں، غرضکہ جب حضور اپنی گفتگو ختم فرما چکے، تو دریافت کیا، کہ قیامت کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا، کہ میں ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا جب امانت ضائع کر دی جائے تو اس وقت قیامت کا انتظار کرو۔ سائل نے عرض کیا۔ کہ امانت کے ضائع ہونے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا جب نااہل کو حکومت سپرد کر دی جائے۔ تو قیامت کا انتظار کرو۔

(رواہ البخاری)

وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ الْخُشَنِیِّ جُرْثُوْمِ بْنِ نَاشِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:" اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْھَا، وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْھَا، وَحَرَّمَ اَشْیَآءَ فَلَا تَنْتَھِکُوْھَا وَسَکَتَ عَنْ اَشْیَآءَ رَحْمَۃً لَّکُمْ غَیْرَ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْھَا، حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔ رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ وغیرہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو ثعلبۃ الخشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت نے کچھ فرائض متعین کئے ہیں۔ انکو برباد مت کرو۔ اور کچھ حدود متعین کئے ہیں۔ تو ان سے تجاوز نہ کرو، اور کچھ اشیاء کو حرام کیا ہے۔ تو ان کا ارتکاب نہ کرو۔ اور تمہارے اوپر رحمت کی وجہ سے کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا ہے۔ نسیان کی بنا پر نہیں، اس لئے ان اشیاء کی جستجو اور تلاش میں نہ لگو۔ (یہ حدیث حسن ہے) امام دار قطنی وغیرہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِذَا اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ کَانَ فِیْھِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰی اَعْمَالِھِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو وہ عذاب سب کو پہنچاتا ہے۔ پھر وہ لوگ (قیامت میں) اپنے اپنے اعمال پر اٹھائے جائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ مِرْدَاسٍ الْاَسْلَمِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْھَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَیَبْقٰی حُثَالَۃٌ کَحُثَالَۃِ الشَّعِیْرِ اَوِ التَّمْرِ لَا یُبَالِیْھِمُ اللّٰہُ بَالَۃً۔ (رواہ البخاری)

حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ صالحین اور نیک بخت حضرات یکے بعد دیگرے انتقال فرماتے رہیں گے اور ردی اور بے کار باقی رہ جائیں گے جیسا کہ جو یا کھجور کی بھوسی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں فرمائے گا۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ:" کَانَتِ امْرَاَتَانِ مَعَھُمَا ابْنَاھُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَھَبَ بِابْنِ اِحْدَاھُمَا فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِھَا اِنَّمَا ذَھَبَ بِابْنِکِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰی: اِنَّمَا ذَھَبَ بِابْنِکِ فَتَحَاکَمَا اِلٰی دَاوٗدَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَضٰی بِہٖ لِلْکُبْرٰی، فَخَرَجَتَا عَلٰی سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتَاہُ فَقَالَ: اِئْتُوْنِیْ بِالسِّکِّیْنِ اَشُقُّہٗ بَیْنَھُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰی لَا تَفْعَلْ، رَحِمَکَ اللّٰہُ، ھُوَ ابْنُھَا فَقَضٰی بِہٖ لِلصُّغْرٰی"۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے (پہلے زمانہ میں) دو عورتیں تھیں اور ان دونوں کے ساتھ ان کے بچے بھی تھے۔ ایک بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کا بچہ لے گیا اس عورت نے اپنی ساتھن سے کہا۔ کہ (بھیڑیا) تیرا بچہ لے گیا ہے اور دوسری نے کہا کہ وہ تو تیرا بچہ لے کر گیا ہے۔ دونوں حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس فیصلہ کے لئے آئیں۔ آپ نے ان میں سے بڑی عورت کے لئے فیصلہ کر دیا۔ پھر وہ دونوں عورتیں حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے نکلیں۔ اور آپ کو واقعہ بتایا۔ آپ نے فرمایا کہ چھری لے کر آؤ، کہ دونوں کے لئے دو حصے کر دوں (یہ سن کر) چھوٹی بولی، کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ ایسا نہ کیجئے (بلکہ) یہ لڑکا اسی کو دے دو (بڑی خاموش رہی) آپ نے چھوٹی کے لئے فیصلہ فرما دیا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَطُوْفُ الرَّجُلُ فِیْہِ بِالصَّدَقَۃِ مِنَ الذَّھَبِ فَلَا یَجِدُ اَحَدًا یَاْخُذُھَا مِنْہُ، وَیُرَی الرَّجُلُ الْوَاحِدُ یَتْبَعُہٗ اَرْبَعُوْنَ امْرَاَۃً یَلُذْنَ بِہٖ مِنْ قِلَّۃِ الرِّجَالِ وَکَثْرَۃِ النِّسَآءِ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ البتہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا۔ کہ آدمی اپنے سونے میں سے صدقہ نکال کر اس کو دینے کے لئے چکر لگائے گا لیکن کوئی بھی شخص ایسا نہ ملے گا جو اس سے یہ صدقہ لے لے، اور ایک آدمی دیکھا جائے گا کہ اس کی چالیس عورتیں ہوں گی۔ جو اس کی ذمہ داری میں داخل ہوں گی۔ مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کی وجہ سے یہ چیز ہوگی (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

ہفت روزہ

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

خُدام الدّین

سالانہ چندہ - ۱۱ روپے
ششماہی - ۶ روپے

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۰ | ۲۹ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۶۴ء | شمارہ ۹

امریکہ جنگ کے لئے تیار ہے

چند دن ہوئے بحرالکاہل میں امریکی بحری بیڑے کے کمانڈر انچیف نے فارموسا کی ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ جنوب مشرقی ایشیا میں چین کے اثر و نفوذ کو روکنے کے لئے امریکہ اس کے ساتھ جنگ کا خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ چین ہماری طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی ہمارے مقابلہ میں آ سکتا ہے۔ جنوب مشرقی ایشیا میں چین کے بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ اور اقتدار کو روکنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ اس کے ساتھ جنگ کی جائے۔

اب صدر امریکہ نے اپنی تقریر میں یہ اعلان کیا ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو امریکہ چین کے ساتھ جنگ کا خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہے لیکن میں اپنی تمام تر توجہ امن کی تلاش میں لگا دوں گا۔ جنوبی ویٹ نام کا تذکرہ کرتے ہوئے صدر جانسن نے کہا کہ ہم ایک دوست کی آزادی کے لئے ایک شدید اور ظالمانہ جنگ میں مصروف ہیں اور اس کی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے طاقت استعمال کرنے سے گریز نہیں کریں گے

ان واضح اعلانات کی موجودگی میں اب دیکھنا یہ ہے کہ روس کا آئندہ کردار کیا ہو گا؟ وہ امریکہ اور چین کی جنگ میں خاموش تماشائی بنا رہے گا یا امریکہ کا ساتھ دے گا۔ موجودہ وقت تک تو روس کی پوزیشن یہی ہے کہ وہ بظاہر خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہا ہے لیکن دراصل چین کے خلاف محاذ کی پشت پناہی کر رہا ہے اور اس کے ہاتھ مضبوط کرنے میں مصروف ہے۔ کون نہیں جانتا کہ امریکہ کی طرف سے بھارت کو جو غیر معمولی امداد مل رہی ہے۔ وہ کس مقصد کے تحت مل رہی ہے۔ ظاہر ہے روس اس سے بے خبر نہیں اور اس کے باوجود آج تک اُس نے کوئی احتجاج نہیں کیا کہ بھارت کو فوجی امداد نہ دی جائے۔ حالانکہ اس سے قبل امریکہ نے جس ملک کو بھی امدادی سوویٹ یونین نے اُس کے خلاف بیان داغ دیا اور اسے نہ صرف ڈرایا دھمکایا بلکہ اسے آزاد ملکوں کی فہرست سے بھی خارج کر دیا مگر حیرت کی بات ہے سوویٹ یونین کی آنکھوں کے سامنے اور علی الاعلان بھارت کو اربوں ڈالر کی مالیت کا امریکی اسلحہ دیا جا رہا ہے اور ایک کمیونسٹ ملک کے خلاف بھارت کو مسلح کیا جا رہا ہے مگر روسی لیڈروں کی زبانیں گنگ ہیں اور اس پر احتجاج تو درکنار حکومت روس کی طرف سے اس کے خلاف ناپسندیدگی تک کا اظہار نہیں ہوا۔

روس کی یہ روش صاف طور پر غمازی کرتی ہے کہ چین کے خلاف امریکہ اور سوویٹ یونین کے درمیان کوئی معاہدہ طے پا چکا ہے اور وہ دونوں چاہتے ہیں کہ چین کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ ہمارے خیال میں روس حاسدانہ پالیسی پر گامزن ہے اور چین کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اسے ایک آنکھ نہیں بھاتی اس کے علاوہ روس کی یہ روش اُس کے نظریاتی افلاس اور خود غرضی کی بھی دلیل ہے وہ نہیں چاہتا کہ دنیا کا کوئی ملک کمیونسٹ طاقت کی حیثیت سے ابھرے اور اس کا ثانی بنے۔ بہر حال قرائین سے یہی پتہ چلتا ہے کہ روس نے امریکہ کو یہ یقین دلا دیا ہے کہ اگر چین پر حملہ کیا گیا۔ تو وہ چین کی حمائت پر نہیں آئے گا۔ اس طرح چین مقابلہ پر نہیں آ سکے گا اور نتیجہ چین کی شکست ہو گا۔ لیکن یہاں امریکہ کو یہ سوچ لینا چاہئے کہ اگر چین کو شکست نہ ہوئی اور اس جنگ کا بھی وہی حشر ہوا جو کوریا کی جنگ کا ہو چکا ہے تو ایشیا میں امریکہ کا رہا سہا وقار بھی بحرالکاہل کی موجوں میں غرق ہو جائے گا۔

ایک غلطی کا ازالہ

اخبارات میں یہ خبر شائع ہو چکی ہے کہ جناب ملک امیر محمد خان صاحب گورنر مغربی پاکستان کے حکم سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ایک پمفلٹ "ایک غلطی کا ازالہ" ضبط کر لیا گیا ہے۔ اس پمفلٹ کو الشرکتہ الاسلامیہ ربوہ نے شائع کیا تھا اور اس میں ایسا مواد موجود تھا جس سے مختلف فرقوں کے درمیان منافرت اور اشتعال پھیلنے کا خطرہ تھا۔

ہمارے خیال میں گورنر صاحب نے "ایک غلطی کا ازالہ" نامی پمفلٹ کی ضبطی کا حکم صادر فرما کر واقعی حکومت مغربی پاکستان کی ایک غلطی کا ازالہ کر دیا ہے۔ وہ پمفلٹ جس کے الفاظ سے انبیاء کی توہین کا پہلو نکلتا ہو۔ جس سے ختم نبوت کے بنیادی عقیدہ پر زد پڑتی ہو، جس سے امت مسلمہ کے دل مجروح ہوتے ہوں اور جس سے فرقہ وارانہ منافرت پھیلتی ہو اس کی اشاعت کی اجازت دینا کسی طرح مناسب نہیں۔ ہماری رائے میں وہ تمام رسائل اور کتابیں جن سے انبیاء کی اہانت کا پہلو نکلتا ہو اور جن میں بزرگان دین اور اسلاف کے خلاف زہر اُگلا گیا ہو بلاتفریق مذہب و ملت قابل ضبطی ہونی چاہئیں۔

ہم گورنر صاحب مغربی پاکستان کو اس قابل تحسین اقدام پر مبارکباد دیتے ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ انہوں نے یہ اقدام کر کے پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کی ہمدردیاں اور دعائیں حاصل کر لی ہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس قسم کی دوسری کتابوں کے خلاف بھی اپنے اختیارات استعمال کرنے میں دریغ نہیں فرمائیں گے۔

واجایان افرنگ کی خطرناک چالیں

ایک خبر کوہستان میں بھی چھپی تھی کہ لندن کے برطانوی عجائب گھر کے مشرقی قدیم کتب کے شعبہ نے حال ہی میں قرآن شریف کا ایک قدیم نسخہ حاصل کیا ہے جس کی کتابت ۳۴۰ھ ۹۵۱ء میں ہوئی تھی۔ یہ قرآن شریف کوفی رسم الخط میں کاغذ پر لکھا گیا ہے۔ اور آیات کی سرخیاں ثلثی رسم الخط میں سنہری روشنائی سے لکھی گئی ہیں اس نسخہ کی پشت پر جو تاریخ درج ہے۔ اگر وہ درست ہے تو کاغذ پر لکھا ہوا یہ سب سے پرانا نسخہ ہے"

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا

مجلس ذکر

روح اور جسم

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ کہ اس نے ہمیں مل بیٹھ کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا۔ جب تکلیف آتی ہے تو پھر اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اگر کان میں ذرا سی پھنسی نکل آئے تو درد کی وجہ سے نہ دن کو چین ہے نہ رات کو اس وقت اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر ہوتی ہے۔ بیماری اور تکلیف میں انسان اپنی سب دولت خرچ کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ تاکہ اسے صحت اور تندرستی مل جائے۔ اور کئی ایسے ہیں جو صحت مند اور تندرست ہیں۔ اور دولت کو چاہتے ہیں۔ یعنی انسان اپنی حالت پر خوش نہیں۔ صحت ہے تو دولت کی فکر ہے۔ اگر دولت ہے تو اور زیادہ دولت کی فکر ہے

اللہ والوں کی تعلیم یہ ہے۔ کہ انسان ہر حال میں خوش رہے۔ بیماری۔ تندرستی۔ امیری۔ غریبی۔ غرض ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہے۔ اس سے دل کو سکون و اطمینان حاصل ہو گا۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ انسان مرکب ہے دو چیزوں کا روح اور جسم۔ روح اور جسم دونوں کے تقاضوں کو پورا کرنا صحیح اسلام ہے۔ آج روح کی طرف بالکل توجہ نہیں ہے۔ روحانیت آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔ اکثر مسلمان جسم کی ترقی کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اخلاق سے منہ موڑا اپنے دین کو چھوڑ کر یورپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ آج وہ مادیت میں اتنی ترقی کر چکے ہیں کہ دلوں میں سے اطمینان و سکون بالکل ختم ہو گیا ہے۔

امریکہ روس سے اور روس امریکہ سے خوف زدہ ہے۔ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی وجہ سے آج بھی مادیت کی ترقی انسان کی ہلاکت کا سبب بنی ہوئی ہے۔

اسلام اعتدال چاہتا ہے جہاں وہ روحانیت پر زور دیتا ہے وہاں وہ رہبانیت کو ختم کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور ماں باپ بیوی بچوں کو چھوڑ کر جنگل میں بسیرا کرے۔ بلکہ اسلام نے انسان کو زندگی گزارنے کا ایک بہترین پروگرام دیا ہے۔ عبادت کے اوقات مقرر ہیں۔ فرائض کے علاوہ نفل عبادتیں بھی ہیں۔ جو صرف فرض کی توفیق رکھتے ہیں۔ وہ فرائض ادا کریں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ توفیق دی ہے۔ وہ فرائض کے ساتھ نفل نمازیں ادا کریں۔ صدقات و خیرات بھی کریں۔ تہجد کی نماز اشراق و چاشت اور اوابین کی نماز بھی ادا کریں۔ غرض اسلام نے ہر ایک کی ہمت اور طاقت و توفیق کے مطابق پروگرام مرتب کر کے دیا ہے نماز جمعہ کے وقت حکم ہے کہ کاروبار بند کرو۔ اس وقت کاروبار حرام ہے۔ یہ روح کی ترقی کے لئے ہے اور جب تم نماز جمعہ سے فارغ ہو جاؤ۔ تو اللہ کے رزق کی تلاش میں زمین پر پھیل جاؤ۔ یہ جسم کی ترقی کے لئے ہے

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہ نماز پڑھنے سے پہلے جسم اور کپڑوں اور جگہ کو پاک کرو۔ یعنی روح کی ترقی کے ساتھ ساتھ جسم کی صفائی اور پاکیزگی کی بھی تعلیم ہے۔ خالق و مخلوق دونوں کے حقوق ادا کرو۔ اس دنیا میں ماں باپ۔ رشتہ دار ہمسائیوں۔ دوستوں غرض ہر ایک کے حقوق ادا کرنے اس طرح فرض ہیں۔ جس طرح نماز روزہ وغیرہ فرض ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ آج مسلمان روح کی ترقی سے بالکل بے پرواہ ہے۔ راتوں رات لاکھ پتی بننے کی فکر میں ہے۔ دین۔ اخلاق خاندان اور عزت کی کوئی پرواہ نہیں یہ کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح دولت ہاتھ آ جائے۔ جعل سازی دھوکہ بازی سے روپیہ کمانے کی فکر میں ہے۔ اس کے لئے زمینوں کی غلط الاٹمنٹیں کی جاتی ہیں۔ رشوت اور ملاوٹیں ہوتی ہیں۔ اور غضب خدا کا یہ ہے۔ کہ آج مسجدیں بھی حرام بنائی جا رہی ہیں۔ زمین کو غصب کر کے اس پر مسجد تعمیر کی جا رہی ہے۔ کچھ خدا کا خوف نہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ آج دلوں میں سکون و اطمینان اور آپس میں محبت و الفت اس لئے نہیں ہے۔ کہ مسلمان کو دنیا محبوب، دنیا مطلوب اور دنیا مقصود ہے۔ اکثر مسلمان دولت کے پجاری ہیں۔ خدا کا خوف دل سے نکل چکا ہے۔ مسلمان اپنے دین کو چھوڑ چکا ہے۔ اسلام نے مادیت کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ اسلام نے زکوٰۃ و خیرات اور صدقات کی طرف توجہ دی ہے۔ یہ دولت کے مصارف ہیں۔ اگر اسلام دولت کو کمانے اور حاصل کرنے کے خلاف ہوتا۔ تو دولت کے مصارف کبھی نہ بتاتا۔ لیکن اسلام اس دولت کمانے کے طریقے کی مخالفت کرتا ہے۔ جس سے انسان اپنا ایمان و دین کو کھو بیٹھتا ہے۔ ہم مسلمانوں پر فرض ہے۔ کہ ہم جسم کی ترقی کے ساتھ ساتھ روح کی ترقی کی بھی کوشش کریں۔ اللہ کے ذکر اذکار کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نوافل و سنن گھر میں پڑھا کرتے تھے۔ اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ دھوکہ بازی۔ فریب جعل سازی سے دولت کمانے سے گریز کریں۔ آج جو روح اور جسم میں بے اعتدالی پیدا ہو گئی ہے۔ اللہ اس کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔" آمین"

ذکر اللہ کی فضیلت

عطارؒ

(۱) باش دائم اے پسر در یادِ حق
گر خبر داری ز عدل و دادِ حق

ترجمہ:۔ ہمیشہ خدا کی یاد میں مشغول رہنا۔ اگر تم اس کے عدل اور عطا سے واقف ہو۔

(۲) یادِ حق آمد غذا ایں روح را
مرہم آمد ایں دل مجروح را

ترجمہ:۔ اللہ کی یاد روح کے لئے غذا ہے اور زخمی دل کا ایک مرہم ہے۔

(۳) یادِ حق گر مونسِ جانت بود
کے ہوائے کاخ و ایوانت بود

ترجمہ:۔ اگر اللہ کی یاد تیری جان کی راحت بن جائے۔ تو پھر محل اور باغ کی تمنا کہاں رہ سکتی ہے۔

(۴) عام را نبود بجز ذکرِ زباں!
ذکرِ خاصاں باشد از دل بیگماں

ترجمہ:۔ عام لوگوں کا ذکر زبان سے ہوتا ہے۔ اور خاص لوگوں کا ذکر بلاشبہ دل سے ہوتا ہے۔

(۵) ذکرِ خاص الخاص ذکرِ سِر بود!
ہر کہ ذاکر نیست او خاسر بود

ترجمہ:۔ اللہ کے بہت ہی مخصوص بندوں کا ذکر روح سے ہوتا ہے۔ جو ذاکر نہیں ہے۔ وہ بہت نقصان میں ہے۔

(۶) ذکرِ چشم از خوفِ حق بگریستن
باز در آیاتِ او نگریستن

ترجمہ:۔ آنکھ کا پہلا ذکر یہ ہے کہ وہ خوفِ خدا میں آنسو برسائے۔ اور پھر اس کی نشانیوں کو غور سے دیکھے۔

(۷) استماعِ قولِ رحمٰن ذکرِ گوش!
تا توانی روز و شب در ذکر کوش

ترجمہ:۔ اور کان کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو بغور سنے۔ اب ہو سکے تو دن رات ذکر میں مشغول رہو۔

(۸) یاریِ ہر عاجز آمد ذکرِ دست
ذکرِ پا خویشاں زیارت کردن است

ترجمہ:۔ ہر کمزور کی مدد کرنا ہاتھ کا ذکر ہے۔ اور پیر کا ذکر یہ ہے کہ اعزاء و احباب کے پاس لوجہ اللہ جائے

(۹) اشتیاقِ حق بود ذکرِ دلت
کوش تا ایں ذکر گردد حاصلت

ترجمہ:۔ اور دل کا ذکر یہ ہے کہ اللہ کی محبت اور شوق موجزن رہے۔ کوشش کرو کہ یہ ذکر تم کو نصیب ہو جائے

(۱۰) خواندنِ قرآں بود ذکرِ لساں
ہر کہ ایں نیست ہست از مفلساں

ترجمہ:۔ زبان کا ذکر قرآن کا پڑھنا ہے۔ جس کو یہ ذکر نصیب نہیں ہے وہ بالکل کنگال ہے۔

خطبہ جمعہ ۲۲ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ بمطابق ۳ جولائی ۱۹۶۴ء

انسان گوشت پوست کے ڈھانچے کا نام نہیں ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ و کفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ۔ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۲)

ترجمہ:- اور ہم نے دوزخ کیلئے بہت سے جن اور آدمی پیدا کئے ہیں ان کے دل ہیں کہ اُن سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ اُن سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ اُن سے سُنتے نہیں۔ وہ ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ اُن سے بھی گمراہی میں زیادہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔

بزرگان محترم

آیاتِ بالا میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ محض آدمی کی شکل میں ہونا انسان ہونا نہیں ہے اور نہ ہی تمام انسان ایک جیسے ہیں۔ انسانوں میں نیک بھی ہیں اور بد بھی اور جہنم صرف بد لوگوں کے لئے ہے دوزخیوں کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ اپنے دل و دماغ سے سوچنے سمجھنے کا کام نہیں لیتے بظاہر آنکھیں رکھتے ہیں مگر ان کی آنکھیں ایسی نہیں جو برُے بھلے میں، مفید اور مضر میں اور حق و باطل میں تمیز کر سکیں۔ ان کے کان ہیں مگر ایسے کان جن میں حق و صداقت اور فائدے کی باتیں سننے کی صلاحیت نہیں۔

کیا ایسی مخلوق کا نام انسان رکھا جا سکتا ہے یا نہیں! ہرگز نہیں! یہ آدمی کی شکل میں ضرور ہیں مگر درحقیقت انسان نہیں ہیں بلکہ جانور ہیں جس طرح جانوروں کے تمام ادراکات صرف کھانے پینے اور بہیمی جذبات کے دائرہ میں محدود ہیں اسی طرح ان کا حال بھی یہ ہے کہ ان کے دل و دماغ، ہاتھ پاؤں، کان آنکھ غرض خدا کی دی ہوئی سب قوتیں محض لذائذ دنیوی اور مادی و نفسانی خواہشات کی تحصیل و تکمیل میں لگی ہوئی ہیں۔ انہیں ملکوتی خصائل اور انسانی کمالات کے اکتساب سے کوئی سروکار نہیں۔ مزید براں اگر غور کیا جائے تو ان کا حال حقیقت میں جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ جانور اپنے مالک کا کہا مانتے ہیں جس کا کھاتے ہیں اس کا کام بھی کرتے ہیں۔ مالک کے بلانے پر چلے آتے ہیں اور ڈانٹنے پر رُک جاتے ہیں لیکن یہ غافل لوگ ہیں کہ مالکِ حقیقی کی آواز پر کان ہی نہیں دھرتے اور نہ اُسے پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں عقل، کان، آنکھ ہوتے ہوئے بھی اُس کے احکام سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اُس کے کلام کی طرف دھیان نہیں دیتے اور نہ اُس کی آیات کو دیکھتے ہیں اور ان میں غور و فکر کرتے ہیں۔ پھر جانور اپنے فطری قوٰی سے وہی کام لیتے ہیں جو قدرت نے ان کے لئے مقرر کر دیا ہے زیادہ ان میں استعداد ہی نہیں لیکن ان لوگوں میں جو فطری قوت و استعداد ودیعت کی گئی تھی وہ اسے اپنی مہلک غفلت اور بے راہ روی کی نذر کر دیتے ہیں اور اس طرح خود اپنے ہی ہاتھوں اپنے لئے تباہی کا گڑھا تیار کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ

—— فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ اپنے پیدا کرنے والے رب کو نہیں پہچانتے، اُس کی بارگاہ سے بے انتہا نعمتیں حاصل کرنے کے باوجود بندگی کا حق ادا کرنے سے انکار کرتے ہیں، بندگی کے فرائض و آداب سمجھانے کے لئے حق تعالٰے شانہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کی تصدیق نہیں کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے بیزار ہیں اور مالک الملک کے فرمان شاہی یعنی قرآن عزیز کے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں حقیقۃً انسان نہیں ہیں بلکہ حیوان ہیں نہیں نہیں! بلکہ حیوانات سے بھی گئے گزرے ہیں اور ان کو انسان کہنا انسانیت کی توہین ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر بچہ فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اُس کے ماں باپ اُس کو یہودی نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں یعنی استعداد تو اللہ تعالٰے نے ہر انسان کے اندر پوری رکھی ہے لیکن بعد میں جب بری تربیت کی بدولت اس کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے تو وہ استعداد بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھ لیجئے کہ مٹی کے اندر کاشت کی قابلیت ہوتی ہے پھر مالی بیج ڈالتا ہے پانی دیتا ہے، اُس کی حفاظت کرتا ہے اور تب کہیں نتیجہ حسب منشا برآمد ہوتا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام انسانی استعداد کو عملی شکل دیتے ہیں۔ وہ کوشش کرتے ہیں لوگوں کے اندر سے خلاف انسانیت مہلک امراض حرص، بغض، حسد، کبر، حب جاہ، حب مال وغیرہ دور ہو جائیں اور اس کے بجائے قناعت، رضاءِ الٰہی، صبر و شکر، یادِ خدا اور خوفِ خدا وغیرہ اخلاق حمیدہ کا پودا پروان چڑھے۔ چنانچہ وہ انسان جس کے اندر انسانیت کا یہ پودا ہوتا ہے حقیقۃً وہی اصل انسان ہوتا ہے۔ اور یہ چیز علماء و صلحا اور اولیائے کرام کی صحبت میں بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ صحابہؓ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ چیز حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے حاصل کی۔ ان سے تابعین نے اور تابعین سے تبع تابعین نے یہ رنگ لیا۔ یہ سلسلہ بحمد اللہ تعالٰے آج تک چلا آتا ہے اور قیامت تک چلا جائیگا۔ ایک محدث اپنا علمی سلسلہ بتاتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث فلاں سے اور اُس نے فلاں سے سُنی اور اس طرح یہ سلسلہ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچتا ہے۔ یہی صورت صوفیاء کے سلاسل کی ہے وہ اپنے سلسلہ کو شجرہ کہتے ہیں۔ ہمارا سلسلہ قادریہ راشدیہ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے ٹھیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے اور اس میں اپنے وقت کے بڑے بڑے اولیاء و صوفیاء کے نام آتے ہیں۔ اللہ تعالٰے کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے ایسے وجودوں پر جن کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ہم تک پہنچا۔

محترم حضرات!

یاد رکھئے! اگر قرآن پاک کی تعلیم اور اولیاء کرام کی صحبت نہیں ہوگی تو انسان میں نہ انسانیت ہوگی، نہ شرافت و دیانت ہوگی اور نہ اسے خوف خدا سے کوئی سروکار ہوگا۔ پھر انسان کے ڈھانچے میں خونخوار انسان ہوگا۔ اس سے بڑھ کر بے حیا، مفسد، ظالم اور شقی القلب

کوئی نہ ہوگا لیکن اگر شریعت کی تعلیم ہوگی تو پھر ہر معاملہ میں اور زندگی کے ہر گوشے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا خیال کرے گا۔ اپنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، قمیص پہننے اور جوتا پہننے تک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا۔ انسانوں سے نیک سلوک کریگا بندوں کے حقوق ادا کرے گا کوئی اسے برا بھلا کہے گا تو وہ اسے سلام کہے گا کوئی اس کے ساتھ برائی کرے گا تو بھی اس کے ساتھ بھلائی کرے گا غرضیکہ انسانیت کا پتلا ہوگا اور یہ فقط اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب انسان کے دل و دماغ میں خوف خدا اور فکر آخرت کا غلبہ ہو۔

ارشاد ربانی ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى

اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے خوف کیا اور روکا اپنے نفس کو خواہش سے پس جنت اسی کا ٹھکانا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان بناتا ہے فقط قرآن۔ اور جو عامل قرآن نہیں وہ انسان نہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ اگر کتاب و سنت کی تعلیم نہیں ہوگی تو انسان خدا پرست نہیں ہوگا جاہ پرست ہوگا بندۂ زر ہوگا مادہ پرست ہوگا۔ پھر اس دو ٹانگوں والے حیوان سے بڑھ کر بے حیا اور ظالم کوئی نہیں ہوگا۔ بھیڑیا بھیڑیئے کو نہیں پھاڑتا مگر یہ انسان انسانوں کو تہ تیغ کرنے اور ان پر بم گرانے سے نہیں چوکتا۔ جب ظلم کرنے پر آئے تو پھر اتنا ظلم کرتا ہے کہ ہیروشیما پر ایٹم بم گرا کر لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ زمینوں کو، ان کی پیداوار کو اور اس میں بسنے والوں کو مدتوں تک بے کار کرکے رکھ دیتا ہے۔ وہاں زندگی کے آثار ختم کرکے رکھ دیتا ہے اور اس طرح حیوانیت اس سے شرمانے لگتی ہے — یہ بے حیائی پر اتر آئے تو لندن اور پیرس کی ایک رات میں جو زنا ہوتا ہے، وہ شیطان کے مجموعی کارناموں کو ماند کرنے کے لئے کافی ہے۔ غرض یہ انسان نہیں بلکہ انسانی شکلوں میں جانور بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں اونٹ گھوڑا گدھا خچر اپنے مالک کا پورا کام کرتے ہیں۔ مالک کو کما کر دیتے ہیں۔ خود تھوڑا کھاتے ہیں۔ باقی مالک کو بچا کر دیتے ہیں لیکن کس قدر غضب ہے کہ یہ انسان اپنے مالک کا جس نے اتنی نعمتیں دیں: ہاتھ پاؤں اور آنکھیں عطا فرمائیں شکر ادا نہیں کرتا اور اس کے احکام کی تعمیل نہیں کرتا گھوڑے گدھے اپنے مجازی آقا کی خدمت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے مگر یہ انسان نما حیوان اپنے حقیقی آقا اپنے خالق اور مالک کو سلام کرنے سے بھی جی چراتا ہے۔ نماز بارگاہ ایزدی میں سلام ہی تو ہے چنانچہ اسی لئے خالق لایزال نے ایسے انسانوں کے حق میں فرمایا

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ

یہ لوگ مثل چوپاؤں کے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ۔

محترم حضرات!

انسان کا یہ ظاہری ڈھانچہ جس کے دو پاؤں دو ہاتھ، ایک ناک، ایک منہ، دو ہونٹ بتیس دانت ایک زبان اور سیدھا قد ہے درحقیقت انسان نہیں ہے۔ ہاں! یہ ڈھانچہ انسانیت کا ظرف یا برتن ضرور ہے اور انسانیت اسی ہیولے میں پروان چڑھتی ہے۔ اس کے برعکس جہاں تک حیوانیت کا تعلق ہے وہ بھی اسی ڈھانچے میں پھلتی پھولتی ہے لہٰذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہر انسانی ڈھانچے میں فقط انسانیت ہی پلتی ہے — کمانا کھانا، نر و مادہ کا جفت ہونا، بچے جننا، ان سے پیار کرنا انہیں پالنا، یہ سب کام جانور بھی کرتے ہیں اور انسان بھی کرتا ہے فرق اتنا ہے کہ وہ کچی سبزی کھاتے ہیں انسان اسے پکا کر کھاتا ہے۔ وہ بغیر نمک مرچ کے کھاتے ہیں، انسان نمک مرچ لگا کر کھاتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی فرق نہیں — البتہ انسانیت اور حیوانیت میں بہت بڑا فرق ہے اور انسان اسے کہتے ہیں جس کے اندر اخلاق حمیدہ اور انسانیت کا جوہر موجود ہو جس کا ہر کام کتاب و سنت کے مطابق ہو، مالک حقیقی کے احکام کے تحت ہو اور اس کا قلب معرفت الٰہی کا گنجینہ ہو — یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلَا اِلٰى اَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ

بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہاری صورتوں اور نہ تمہارے مالوں کو دیکھتا ہے اور لیکن وہ تمہارے قلوب اور اعمال کو دیکھتا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ اسلام تہذیب نفس اور روح کی پاکیزگی کا قائل ہے۔ یہ مکان کو نہیں دیکھتا بلکہ مکین کو دیکھتا ہے۔ یہ انسان کے اندر جھانکتا ہے اسے محض باہر سے نہیں دیکھتا۔

مثال

ابولہب نہایت حسین و جمیل اور سرخ انگارے کی طرح دمکتے ہوئے رنگ کا تھا۔ اس کے برعکس حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشہ کے رہنے والے اور موٹے موٹے ہونٹ رکھتے تھے ظاہری حسن و جمال اور ٹھاٹھ باٹھ کے اعتبار سے وہ کسی طرح ابولہب کے ہم پلہ نہ تھے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا قریش کا سردار اور عالی النسب تھا لیکن بلال رضی اللہ عنہ غلام تھے اور خاندانی وجاہت بھی نہ رکھتے تھے دین کی دولت سے مالامال تھے اور انسانیت ان میں اپنی پوری آب و تاب سے جلوہ گر تھی اس لئے ابولہب تو اپنی حیوانیت اور بے دینی کے باعث دوزخ کا ایندھن بنا اور بلال جیتے جی جنت میں دکھائے گئے۔

ابولہب کے متعلق بارگاہ قدس سے خطاب ہوا۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

ترجمہ:۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوگیا اس کا مال جو کچھ اس نے کمایا اس کے کام نہ آیا۔ وہ بھڑکتی آگ میں پڑے گا اور اس کی عورت بھی جو ایندھن اٹھائے پھرتی تھی اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔

اس کے برعکس حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق حضورؐ فرماتے ہیں کہ معراج کی رات مجھے جنت میں بلالؓ کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ مزید براں یہ بھی فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلے بلالؓ کا قدم پڑے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ! کیا آپ سے بھی پہلے بلالؓ جنت میں جائے گا؟" حضورؐ نے فرمایا "ہاں! مگر اس طرح کہ میں سوار ہوں گا اور مہار بلالؓ کے ہاتھ میں ہوگی"

نتیجہ

یہ نکلا کہ خدا ظاہری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ سیرت کو دیکھتا ہے اور انسان کے اندر جو انسان ہے اسے دیکھتا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے بعض مقبول بندے اولیاء کرام میں ایسے بھی ہیں جنہیں انسانوں کے سانچے کے اندر نظر آتا ہے کہ اندر کیا چیز ہے۔ ایسے دو بزرگ وہ فرماتے تھے میں نے بھی دیکھے ہیں جنہیں یہ بصیرت اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی ہوئی تھی کہ انسان کو دیکھ کر بتلا دیتے تھے کہ اس شخص کی اندرونی حالت کیا ہے۔ بھیڑیا ہے، کتا ہے سانپ ہے سور ہے یا فی الواقعی انسان ہے

باقی بر صفحہ ۱۸

رزق حلال و صدق مقال

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

پارہ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۷۲-۱۷۳

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کیں اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ سوائے اس کے نہیں کہ تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور اس چیز کو کہ اللہ کے سوا اور کے نام سے پکاری گئی ہو حرام کیا ہے پس جو لاچار ہو جائے نہ سرکشی کرنے والا ہو۔ اور نہ حد سے بڑھ جانے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا اور نہایت ہی رحم والا ہے۔

اس سے پہلے ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کو حکم دیا تھا کہ زمین کی چیزوں میں سے حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ اہل عرب بت پرستی کرتے تھے اور انہوں نے بہت سے خیالی معبود بنا رکھے تھے ان معبودوں اور بتوں کو تقرب الٰہی اور قضائے حاجات کا وسیلہ سمجھتے تھے قوم ہنود کی طرح کسی چیز کا کھانا پینا اور کہیں کسی چیز کا استعمال کرنا اپنے معبودوں کی خاطر ترک کر دیتے تھے۔ بتوں کے نام پر سانڈ بھی چھوڑ دیتے تھے۔ اور ایسے جانوروں سے نفع اٹھانا حرام سمجھتے تھے یہ بھی ایک طرح کا شرک تھا کیونکہ تحلیل و تحریم کا منصب صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ کسی چیز کو حلال و حرام ٹھہرانا اسی کا حق ہے جس نے یہ چیزیں پیدا کیں ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تحریم حلال سے منع فرمایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ زمین میں پیدا ہوتا ہے اس میں سے کھاؤ بشرطیکہ وہ شرعاً حلال اور طیب ہو نہ تو وہ فی نفسہ حرام ہو جیسے مردار خنزیر اور وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ وغیرہ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ جس چیز کو چاہا حلال کر لیا اور جس کو چاہا حرام کر دیا۔

لیکن مشرکین چونکہ شیطان کی پیروی سے باز نہ آتے تھے احکام اپنی طرف سے بنا کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ اور اپنے آبائی رسوم باطلہ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مسلمانوں کو اکل طیبات کا حکم فرمایا ہے۔ اور اپنا انعام ظاہر کر کے شکریہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ تم ان احمقوں کی باتوں میں نہ آؤ ہماری پیدا کردہ چیزوں میں سے پاک چیزیں شوق سے کھاؤ اور ہماری نعمتوں کا شکریہ ادا کرو۔ طیبات طیبہ کی جمع ہے جس کے معنی پاک اور مزے دار کے ہیں جس میں کوئی مضرت نہ ہو اور حلال وہ ہے جس کو شرع نے ممنوع نہ قرار دیا ہو اور یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شریعت نے صرف انہی چیزوں کو حرام و ممنوع قرار دیا ہے جس میں انسان کے لئے مضرت ہے خواہ یہ مضرت اس کے بدمزہ ہونے اور ردی ہونے کی وجہ سے ہو جس کو طبیعت قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو جیسے مردار وغیرہ یا اس کے کھانے سے انسان کے اخلاق اور عادات پر برا اثر پڑتا ہو مثلاً سور اور دیگر درندوں کا گوشت اس کے کھانے سے بے حیائی اور سخت دلی پیدا ہوتی ہے اس لئے کہ غذا بدن کا جزو بنتی ہے اور کھانے والے پر اپنا اثر دکھاتی ہے۔ یورپ کے مختلف ممالک کے لوگ جو سور کا گوشت کھاتے ہیں ان کے اخلاق اور کردار اس بات کا بین ثبوت پیش کر رہے ہیں کہ سور کا گوشت بے حیائی کی رغبت پیدا کرتا ہے۔ سود، چوری غصب۔ رشوت اور دیگر ناجائز ذرائع کی کمائی اس لئے حرام کر دی گئی ہے کہ ان سے اخلاق انسانی میں فتور آتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے لقمہ کی اصلاح کرو کیونکہ اعمال صالح کی بنیاد یہی ہے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ پارہ ۷ سورۃ المائدہ آیت ۱۰۰

ترجمہ۔ کہہ دو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو۔ سو اے عقلمندو! اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہاری نجات ہو۔

طیب اور خبیث یکساں نہیں ہو سکتے تھوڑی سی چیز اگر طیب اور حلال ہو تو بہت سی خبیث اور حرام چیز سے بہتر ہے عقلمندوں کو چاہیئے کہ ہمیشہ طیب و حلال کو اختیار کریں گندی اور خراب چیزوں کی طرف خواہ وہ کتنی ہی زیادہ ہوں اور دیکھنے میں کتنی ہی بھلی لگتی ہوں نظر اٹھا کر نہ دیکھو۔ یعنی موافق حکم شرع جو بھی ہاتھ لگے وہ پاک ہے تھوڑا بھی بہتر ہے اور خلاف شرع جو ہاتھ لگے وہ ناپاک ہے اس کی بہتات پر نظر نہ کرنی چاہیئے بکرے کا ایک سیر گوشت بہتر ہے سور کے ایک من بھر سے۔ کسی ذات کی حاکمیت تسلیم کرنے کے بعد اس کے اشاروں کا پابند ہونا پڑتا ہے اور اس کی خواہشات و مرضیات کے سامنے جھکنا پڑتا ہے یہ ناممکن ہے کہ ایک ذات کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کر لیا جائے اور اپنے آپ کو اس کی تحویل میں دے دیا جائے لیکن اس کی اطاعت کی بجائے اپنے فیصلے صادر کئے جائیں ایسی اطاعت کسی ذات کے ہاں قابل قبول نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد شریعت کا مجوزہ قواعد و ضوابط کا پابند ہونا پڑتا ہے۔ زبان سے اقرار کرنا لیکن عمل نہ کرنا معراج انسانیت کے حصول کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کے لئے ہر شعبہ حیات میں اس کی رضا کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے اٹھنے بیٹھنے میں چلنے پھرنے میں کھانے پینے اور پہننے میں اس کے قوانین کی پابندی لازمی ہوتی ہے۔ جو شخص ہر شعبہ حیات میں اپنی رضا کو پسند کرے۔ اس کو باغی قرار دے دیا جاتا ہے اور اس کو سزا دی جاتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھتے ہیں وہ بغیر حکم الٰہی اناج کا ایک دانہ یا پانی کا گھونٹ بھی اپنے حلق سے نیچے نہیں اترنے دیتے۔ یہاں سے ہی تعلق باللہ کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز کو پسند کرتا ہے بدن کی پاکیزگی کا انحصار اکل و شرب حلال پر ہے برتن پاک ہو اور جو چیز اس میں ہو وہ بھی پاک ہو تو قابل قبول ہو گی۔ اگر برتن پلید ہو اور اس میں دودھ ڈالا جائے تو کوئی بھی پینا پسند نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے

شخص کو کب پسند کرے گا جس کا بدن پلید ہو۔ یعنی اکل وشراب حرام کا ہو ایسے انسان کو نیک اعمال کی توفیق ہی نصیب نہیں ہوتی شرک وتوحید کے ساتھ اکل وشرب کا گہرا تعلق ہے حلال اکل وشرب فطرت سلیمہ پیدا کرتا ہے اور اطاعت الٰہی کی توفیق دیتا ہے لیکن جس کا کھانا پینا حرام کا ہو ان کو اللہ تعالیٰ اپنے دروازے پر ہی نہیں آنے دیتا۔

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝

پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۱۱۴

ترجمہ:- پھر تمہیں اللہ نے جو کچھ حلال طیب روزی دی ہے کھاؤ اور اللہ کے احسان کا شکر کرو اگر تم صرف اسی کو پوجتے ہو۔

یعنی جس کو خدا کی پرستش کا دعوےٰ ہو اسے لائق ہے کہ خدا کی دی ہوئی حلال اور طیب روزی سے متمتع ہو کرے اور اس کا احسان مان کر اس کا شکر گزار بندہ بنے۔ حلال کو حرام نہ سمجھے اور نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے وقت منعم حقیقی کو نہ بھولے بلکہ اس پر اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لائے اور اسی کے احکام وہدایات پر عمل کرے۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝

پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت ۵۱

ترجمہ۔ اے رسولو ستھری چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو بے شک میں جانتا ہوں جو تم کرتے ہو۔

سب پیغمبروں کے دین میں یہی حکم رہا کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا۔ تمام انبیاء علیہم السلام نہایت مضبوطی اور استقامت کے ساتھ اکل حلال اور صدق مقال اور نیک اعمال پر مواظبت کرتے رہے اور اپنی اپنی امتوں کو اس کی تاکید فرماتے رہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا کھانا پینا حرام کا ہو اس کو اپنی دعا کے قبول ہونے کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ حرام کے مال سے تربیت یافتہ گوشت دوزخ کی آگ کا زیادہ حق دار ہے۔ حلال کھانے والے اور نیک کام کرنے والے کو ہر وقت خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام کھلے چھپے احوال وافعال سے باخبر ہے۔ کوئی ایسا عمل نہ کرے جس سے تعلق باللہ کے بگڑنے کا اندیشہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ طلب حلال ہر مسلمان پر فرض ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جو کوئی چالیس دن تک بے آمیزش حرام حلال کا لقمہ کھائے تو حق تعالیٰ اس کے دل کو نور سے بھر دے گا اور حکمت کے چشمے اس کے دل سے کھول دے گا۔

حضرت سعدؓ نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے لیئے دعا کیجیئے کہ میں جو دعا کروں قبول ہو جایا کرے آپ نے فرمایا اے سعد حلال کا کھانا کھایا کر تیری دعا ضرور مستجاب ہوگی۔

آپ کا ایک اور ارشاد ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کا کھانا پینا اور پہننا حرام کا ہے اور پھر دعا کے لیئے ہاتھ اٹھاتے ہیں بھلا ایسی دعا کب قبول ہوتی ہے۔

موسےٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر جا رہے تھے تو راستے میں ایک شخص کو دیکھا کہ بڑی آہ وزاری کر رہا تھا اور گڑگڑا کر دعا مانگ رہا تھا — موسےٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کی دعا کیسے قبول کروں جبکہ اس کا کھانا پینا حرام کا ہے۔

حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام کا لقمہ کھاتا ہے وہ چاہے یا نہ چاہے۔ اس کا بدن ضرور گناہ میں گرفتار ہوگا۔ اور جو حلال کا کھانا کھاتا ہے اس کا سارا بدن طاعت الٰہی میں مصروف رہتا ہے اور نیک اعمال کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اگر آدمی اتنی نمازیں پڑھے کہ پیٹھ ٹیڑھی ہو جائے اور اتنے روزے رکھے کہ بال جیسا دبلا ہو جائے مگر جب تک حرام سے نہ بچے گا کوئی فائدہ نہ ہوگا نہ نماز کام آئیگی نہ روزہ فائدہ دے گا۔

علی بن معبدؒ کہتے ہیں کہ میں کرایہ کے مکان میں رہتا تھا میں نے ایک خط لکھا اور چاہا کہ ذرا سی مٹی اس کی دیوار سے لے کر اس کو خشک کروں پھر یہ خیال آیا کہ یہ میری ملک نہیں ہے اس مٹی کا استعمال جائز نہیں ہے پھر خیال آیا کہ ذرا سی مٹی کا ڈر ہے میں نے خط پہ مٹی ڈال دی رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ جو لوگ پرائی خاک کی کچھ وقعت نہیں سمجھتے ان کو قیامت کے دن اس کی وقعت معلوم ہوگی

حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک مرتبہ قبرستان میں تشریف لے گئے اور ایک مردے کی قبر پر پکارا حق تعالیٰ نے اس کو زندہ کر دیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں مزدور ہوں میں لوگوں کا سامان لے جایا کرتا تھا ایک دن ایک آدمی کے واسطے لکڑیاں لئے جاتا تھا ان میں سے ایک لکڑی سے ذرا سا ٹکڑا توڑا اور اس سے خلال کیا جب سے مرا ہوں اس کے مطالبہ میں گرفتار ہوں۔

سہل بن عبداللہ تستریؒ سے جب حلال کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ حلال وہ ہے کہ جس میں خدا کی نافرمانی نہ ہو۔ حلال خدا کے حکم سے حلال ہے نہ کہ اپنی تجویز سے حرام وحلال وہ چیز ہے جس پر شرع نے حکم دیا ہے۔

اپنے نوالوں کو حرام کی آمیزش سے صاف رکھو اور حرام ومشتبہ چیزیں کھانے سے پرہیز رکھو۔ یاد رکھو حرام کا جو لقمہ بھی پیٹ کے اندر جائے گا وہ ضرور باطن میں خباثت پیدا کرے گا۔ اور توفیق طاعت سلب ہو جائیگی۔

بارگاہ صمدیت سے قبولیت ان لوگوں کو کیسے نصیب ہو سکتی ہے جن کی رگوں میں دوڑنے والے خون کا ہر قطرہ مال حرام سے کشید کیا گیا ہو اور گوشت پوست بھی حرام کے مال سے تیار کیا گیا ہو۔ ایسے لوگوں کے ذہن میں تیار ہونے والا ہر منصوبہ منشاء ربانی کے خلاف ہوگا اور جذبات میں بھی وہ پاکیزگی پیدا نہ ہوگی جو مومن کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے اور جس کے بغیر انسان سے وہ افعال صادر نہیں ہو سکتے جو انسانیت کی ترقی کا ذریعہ ہیں۔ حرام کا مال کھانے سے انسانیت ختم ہو جاتی ہے۔

حلال اور حرام میں تمیز کس طرح کی جائے؟

دنیا میں اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کا سارا مال حرام ہے۔ یا اس کا اکثر حصہ حرام ہے ایسے لوگ تین قسم کے ہیں۔

۱۔ وہ لوگ جن پر احتیاط اور پرہیزگاری غالب آگئی ہے انکا تو یہ مقولہ ہے کہ ہم گھاس پات کے سوا جو جنگل میں اگتی کچھ نہیں کھائیں گے۔

۲۔ وہ لوگ جن پر شہوت اور بیہودگی سوار ہو گئی ہے وہ کہتے ہیں سب کچھ کھانا چاہیئے۔ حلال اور حرام میں فرق کرنا چاہیئے ہی نہیں۔

۳۔ وہ لوگ جو اعتدال پر ہیں وہ کہتے ہیں کھانا تو سب کچھ چاہیئے۔ مگر ضرورت کے وقت۔ صحیح بات یہ ہے کہ تینوں قسم کے لوگ

غلطی پر ہیں حلال اور حرام ہمیشہ ظاہر ہیں لیکن شبہات دونوں میں ہیں اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا کا مال اکثر حرام ہے وہ غلطی کر رہے ہیں کیوں کہ حرام تو ہے مگر زیادہ تر اور اکثر حرام نہیں ہے۔ یاد رکھو بندوں کو یہ کہیں حکم نہیں دیا گیا کہ جو چیز اللہ تعالےٰ کے علم میں حلال ہے وہ کھاؤ نہ یہ انسان کی طاقت میں ہے بلکہ حکم یہ دیا گیا ہے جس کو تم خود حلال جانو اور اسکا حرام ہونا ظاہر نہ ہو اس کو کھاؤ۔ یہ تمیز کرنا آسان ہے۔ مثلاً اگر تم کسی شہر میں مسافر کی حیثیت سے ٹھہرے ہوئے ہو تو تمہیں اختیار ہے جس دوکان دار سے چاہو روٹی خرید کر کھا لو کیوں کہ ظاہر ہے کہ جو کچھ مال اس کی دکان میں ہے اس کی ملک ہے اور یہ دلیل بغیر کسی حرمت کی علامت کے باطل نہیں ہو سکتی۔ ہاں اگر کوئی اس معاملہ میں ایسی چھان بین کر سکے جس سے اس کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے تو اس کا یہ فعل زہد اور پرہیز گاری ہے لیکن یہ تلاش اس پر واجب نہیں ہے جس کی صلاحیت سے انسان واقف ہو۔ اس کے مال میں سے کھانا جائز ہے اس میں توقف کرنا زہد اور پرہیز گاری نہیں ہے۔ اہل اصلاح کے ساتھ بدگمانی کرنا خود گناہ میں داخل ہے۔ لیکن جس شخص کے مال کا حرام ہونا ظاہر ہے مثلاً اس نے کہیں سے چوری کیا ہے یا کسی سے چھین کر لیا ہے تو اس کا کھانا یا لینا جائز نہیں ہے۔ انسان کو علم غیب نہیں دیا گیا۔ اپنی عقل خداداد کے مطابق چھان بین کر لے کہ جو مال وہ خرید رہا ہے اور جو رزق وہ کھا رہا ہے حرام نہیں ہے تو پھر اس میں وسوسے نہ پیدا کرے اس کو استعمال کر لے اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی وسعت سے زیادہ کبھی تکلیف نہیں دیتا۔ اگر چھان بین کے باوجود اگر پھر غلطی ہو جائے اور حرام کے مال کو حلال سمجھ کر خرید لیا جائے تو انسان مجرم نہیں ایسی حالت میں حلال اور حرام کی تمیز اللہ والے ہی کر سکتے ہیں عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے لیکن یاد رکھئے کہ حرام مال اگر بیسیوں بکر اور حلال سمجھ کر خرید یں گے۔ تو حرام کی خباثت تو ظاہر ہو کر رہے گی۔ خرید نے سے اس کی خباثت کا اثر ضائع نہیں ہو سکتا۔

صدق مقال

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (پارہ ۱۱ سورۃ التوبۃ آیت ۱۱۹)

ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

اس آیت میں پہلے تقویٰ کا حکم ہے اسکے بعد معیت مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا حکم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صحابہ کعب بن مالک ہلال بن امیہ اور مرارہ بن الربیع جو باوجود مومن مخلص ہونے کے محض تن آسانی اور سہل انگاری کی بنا پر بدون عذر شرعی تبوک کی شرکت سے محروم رہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو انہوں نے منافقین کی طرح جھوٹے عذر پیش نہ کئے جو واقعہ تھا صاف صاف عرض کر دیا اور اپنی کوتاہی اور تقصیر علانیہ اعتراف کر لیا۔ پچاس دن کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اپنی تقصیر کا اعتراف کرنے اور سچ بولنے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ان کو صادقین کا خطاب دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ہمیشہ سچوں کے ساتھ صحبت رکھو اور انہی جیسے کام کرو۔ دیکھ لو یہ تین شخص سچ کی بدولت بخشے گئے اور اللہ تعالےٰ کے مقبول بن گئے منافقین نے جھوٹ بولا اور خدا کا ڈر دل سے نکال دیا تو درکِ اسفل کے مستحق ٹھہرے۔

ہمیشہ سچ بولو اور جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سچائی کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کا رستہ دکھاتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ خدا کے نزدیک صدیق یعنی بڑا سچا لکھا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیوں کہ جھوٹ فسق و فجور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور فسق و فجور دوزخ کی طرف لے جاتا ہے اور انسان ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ خدا کے نزدیک کذّاب یعنی بڑا جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب سچائی کی خوبی کو تسلیم کرتے ہیں اور جھوٹ کی برائی پر متفق ہیں لیکن ہم ذرا ذرا سی بات پر جھوٹ بول دیتے ہیں اور بلا ضرورت جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں سچ کو اپنے اوپر لازم پکڑو۔ لوگوں میں بدترین شخص وہ ہے جو بندوں کو راضی کرنے کی خاطر اپنے مولا کو ناراض کرے۔

نقد و نظر

نام کتاب:- مولینا مودودی اور جماعت اسلامی — ایک جائزہ

تصنیف:- ممتاز علی عاصی

ناشران:- مکتبۂ جدید۔ قیمت ۲/۲۵ روپے صفحات ۲۰۸

ممتاز علی عاصی عالم دین اور نہ میدان سیاست میں جناب مودودی صاحب کے حریف معلوم ہوتے ہیں لیکن انہوں نے ایک عام مسلمانوں کی حیثیت میں جناب مودودی صاحب کی اپنی تحریروں کی روشنی میں ان کے اقوال و اعمال کا جائزہ لیا ہے مودودی صاحب کے لٹریچر سے چند چیزیں بالکل واضح ہیں اولاً وہ جمہور مسلمانوں کو انتہائی بے علم اور سیاسی شعور سے بالکل بے بہرہ سمجھتے ہیں اس بنا پر عام مسلمانوں کے لئے ان کے دل میں جذبۂ نفرت پایا جاتا ہے۔ ثانیاً جماعت کا مزاج امرانہ ہے۔ ایک مخلص سیاسی جماعت کا دعویٰ تو ہے لیکن اصول سیاست کی خود جماعت میں نفی ہوتی ہے + ثالثاً جماعت کو مسلمانوں کی اصلاح سے کوئی دلچسپی نہیں ہے یہ راست گوئی جماعت اسلامی کو قطعاً نہیں بھاتی لیکن اس وقت جماعت والے کیا کہیں گے جب جماعت ہی کے (سابق) صالحین اراکین اور بالخصوص مولینا امین احسن اصلاحی جن کو جماعت میں چوٹی کی پوزیشن حاصل تھی وہ کہیں؟ ہمارا خیال ہے کہ اگر اس کتاب کو ذرا تعقب سے گرا ہوا پڑھا جائے تو شاید بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے۔

نام رسالہ:- آثار قیامت

تصنیف:- حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی

ناشران:- مکتبہ عظمتِ اسلام چوک مصری شاہ رحیم روڈ لاہور

صفحات:- ۴۸ قیمت ۳۷ پیسے

تمام اہل کتاب بالخصوص مسلمانوں کا روز قیامت پر یقین جزو ایمان ہے قیامت کا دن کیسا ہو گا؟ جزا و سزا کسطرح دی جائے گی ان کی تفاصیل کتب حدیث و کتاب اللہ میں ملتی ہیں قرآن پاک کے بلند پایہ مفسر حضرت شاہ رفیع الدین نے جملہ حالات قیامت پر ایک رسالہ قلمبند کیا ہوا ہے جسکو مندرجہ بالا مکتبہ نے شائع کیا ہے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قیامت کے دن کے واقعات سے پوری آگاہی رکھتا ہو اور اپنا انجام بخیر ہونے کے لئے ہر وقت دعا کرتا رہے رسالہ کی افادیت و اہمیت کے مقابلہ میں قیمت بہت معمولی ہے۔

سیرت اولیاء

زبیر احمد شمسی — رامپور

شہنشاہیت فقر کی چوکھٹ پر

(حضرت شیخ ابوالحسنؒ اور سلطان محمود غزنوی)

سلطان محمود غزنوی کا عہد حکومت ہے اس کی وسیع مملکت پنجاب کے کناروں سے لیکر ایران کی حدود تک پھیلی ہوئی ہے رعب وداب شان وشوکت اور جاہ وحشمت کا غلغلہ بلند ہے سطوت وجبروت کا ڈنکا بج رہا ہے، فتوحات کے دروازے کھلے ہیں۔ کامیابیاں اور کامرانیاں قدم چوم رہی ہیں۔

محمود غزنوی کا دربار ہو رہا ہے، امراء وزراء صف بہ صف حاضر ہیں امور سلطنت اور نظام ملکی پر غور وفکر ہو رہا ہے کہ اچانک دوران گفتگو میں سلطان کو ایک درویش خدا پرست انسان کے حالات کا علم ہوتا ہے جن کا نام ابوالحسن ہے جو جان میں سکونت ہے اخلاص وللہیت جس کا شیوہ اور دعوت الی الحق ووعظ ونصیحت جس کا پیشہ ہے۔

محمود غزنوی کے دل میں تمنائے دید نے انگڑائی لی اور شوق ملاقات نے مضطرب اور بے چین کر دیا۔ لیکن سلطنت اور مملکت کے غرور نے نہ چاہا کہ خود حاضر خدمت ہو شیخ کے نام پیغام بھیجا کہ دربار میں تشریف لائیں۔ شیخ کی طرف سے بادشاہ کو جواب نفی میں ملا اور درویش کی بے نیازی کا سلطان کو علم ہوا، اب بادشاہ خود ان سے ملنے کی ترکیب سوچنے لگا ایک دم براہ راست حاضر خدمت ہونا اپنے لئے عار سمجھتا تھا بالآخر ایک ترکیب سمجھ میں آئی فوج میں اعلان کرا دیا گیا کہ بادشاہ کو خود بنفس نفیس ایک باغی سے بدلہ لینے کی غرض سے عنقریب یہاں سے کوچ کریں گے اس اعلان کے ہوتے ہی تمام فوج کوچ کی تیاری ہونے لگی آخر کار سلطان محمود غزنوی ایک بڑے لشکر کے ساتھ آلات حرب وجنگ لے کر باغی کو سزا دینے کے بہانے سے غزنی سے روانہ ہو گیا اور مقام جرجان کا رُخ کیا جب جرجان کے قریب پہنچا تو پڑاؤ کا حکم دیا تمام فوج نے ڈیرے ڈال دیئے شاہی خیمہ نصب کر دیا گیا بادشاہ اس میں قیام پذیر ہوا۔ اور ایک قاصد کو شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور اس کو یہ پیغام دیا کہ تم جا کر درویش سے کہنا کہ سلطان غزنی سے چل کر یہاں تک آپ سے ملاقات کے شوق میں آیا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ سے نیاز حاصل کرے۔ لہذا آپ تکلیف فرما کر شاہی خیمہ تک تشریف لے چلیں اگر اس پر درویش راضی ہو جائیں تو ان کو احترام وعزت کے ساتھ میرے پاس لانا اور اگر انکار کریں تو ان کو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ کر سنانا۔ یاایھا الذین امنو اطیعو اللہ واطیعو الرسول والی الامر منکم۔

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولی الامر یعنی حاکم ہو اس کی اطاعت کرو۔

قاصد بادشاہ کا یہ پیغام لے کر شیخ کی خانقاہ پہنچا اور شیخ سے شاہی خیمہ تک چلنے کی درخواست کی، شیخ نے جواب دیا کہ مجھ کو اس امر میں معذور سمجھا جائے۔ قاصد نے قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت پڑھ کر سنائی اور اس کی تفسیر کرنی چاہی مگر شیخ نے نہایت صفائی کے ساتھ فرمایا کہ جاؤ اور محمود سے جا کر کہہ دینا کہ بیشک قرآن کا حکم صحیح ہے لیکن میں ابھی اطاعت اللہ میں اس طرح گھرا ہوا ہوں کہ اطاعت رسول تک نہ پہنچ سکا ہوں اور اس پر ندامت ہے پھر اولی الامر تو آخری چیز ہے اس کا ذکر ہی کیا، قاصد نے محمود سے آکر اسی طرح کہہ دیا۔

سلطان محمود غزنوی قاصد کی زبانی شیخ کا یہ جواب سن کر آبدیدہ ہو گیا اور اپنے وزیر سے کہا کہ یہ شخص عام درویشوں سے علیحدہ ہے اس کی خدمت میں ضرور چلنا چاہیئے تاہم پھر بھی بادشاہ نے مزید تسلی کے لئے یہ کیا کہ اپنا لباس وزیر کو پہنایا اور اس کا لباس خود زیب تن کیا اور دس نوجوان لڑکیوں کو مردانہ لباس میں ملبوس کر کے اپنے ہمراہ لیا۔ اس طرح ایک وسیع مملکت کا بادشاہ ایک فقیر کی چوکھٹ کی طرف چلا۔ خانقاہ کے قریب پہنچ کر وزیر کو اپنے پیچھے کیا اور خود آگے ہوا۔

حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے محمود غزنوی جو کہ وزیر کے لباس میں تھا آگے بڑھا اور بآواز بلند السلام علیکم کہا حضرت نے اسی طرح بیٹھے بیٹھے جواب دیا! محمود نے کہا کہ حضرت بادشاہ آئے ہیں، آپ نے بادشاہ کی تعظیم نہ کی، شیخ مسکرائے اور فرمایا کہ یہ ایک جال ہے محمود نے سن کر یہ کہا کہ کاش کہ آپ جیسے پرند اس جال میں پھنستے حضرت ابوالحسن نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور اپنے قریب بیٹھ جانے کا اشارہ کیا بادشاہ چٹائی پر بیٹھ گیا اور لڑکیوں کو اشارہ کیا وہ سامنے آکر قطار باندھ کر کھڑی ہو گئیں بادشاہ نے شیخ سے کہا کہ حضرت کچھ ارشاد فرمائیں حضرت شیخ ابوالحسن نے کہا کہ پہلے نامحرموں کو دور کر دو۔ سلطان نے یہ کہا کہ حضرت یہ نامحرم کہاں۔ کچھ غلام زادے ہیں جو حضرت کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ کیا تم مجھ کو دھوکا دیتے ہو جلد ان نامحرموں کو باہر کر دو۔ سلطان نے اشارہ کیا اور یہ سب باہر ہو گئیں تب بادشاہ نے کہا کہ حضرت اب کچھ ارشاد فرمائیں اور اگر شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال میں سے کچھ فرمائیں تو اچھا ہے۔ پھر دونوں میں گفتگو اس طرح ہوئی۔

شیخ ...... اگر بایزید بسطامی کے ارشادات گرامی کے کچھ سننے کی تاب ہو تو سنو۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے مجھ کو دیکھ لیا وہ اپنی بدبختی سے محفوظ ہو گا۔

محمود ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل اور ابولہب اور ان جیسے کتنے ہی بدبخت منکروں اور کافروں نے دیکھا لیکن وہ بدبخت کے بدبخت ہی رہے تو کیا بایزید بسطامیؒ کا درجہ آنحضرت صلعم سے بھی بلند ہے ؟ کہ ان کو دیکھتے ہی بدبختی کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔

شیخ ...... بس اسی لئے ہی کہتے تھے کہ بایزید بسطامیؒ کے اقوال سناؤ ان کے اور دیگر صوفیائے کاملین اور اولیائے کرام کے ارشادات سننے کی وہی لوگ تاب لا سکتے ہیں جو اس رنگ میں رنگے ہوں۔ یاد رکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بجز صحابہ کرامؓ کے کسی نے حقیقی معنوں میں نہیں دیکھا اگر ابوجہل اور ابولہب اور دیگر منکرین جن کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ صحابہ کرامؓ کی نظر سے دیکھتے تو یقیناً بدبخت نہ ہوتے۔

محمود ...... مطمئن ہو کر حضرت مجھ کو نصیحت فرمائیے۔

شیخ ...... چار باتوں کا خیال رکھو خدا تم پر رحم فرمائے گا۔ ۱۔ ممنوعات شرعیہ سے پرہیز ۲۔ نماز باجماعت کا اہتمام ۳۔ سخاوت ۴۔ مخلوق خدا پر شفقت ومہربانی۔

محمود ...... حضرت کچھ دعا فرمائیں۔

شیخ۔ اللھم اغفر للمومنین والمومنات۔

باقی بر صفحہ ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قسط ۱۱

سورۃ الجمعہ (٦٢)

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ
(مرتبہ:۔ غازی خدا بخش اچھروی و شیخ بشیر احمد بی اے سمن آبادی)

سورۃ الصف کے ساتھ ربط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بین الاقوامی پروگرام پورا کرنا اسی طریقے پر آسان تھا جس پر حضرت مسیحؑ نے تورات کی اشاعت عامّہ کی کوشش کی یعنی ہر قوم میں سے اپنے نظریات ماننے والی ایک جماعت تیار کر لی جائے اور وہی جماعت اپنی قوم مخالفوں سے لڑے اور اپنے پروگرام کو حاکمانہ شان دے دے اگر ایک مرکز سے کوئی شہنشاہ اٹھے اور وہ ساری دنیا کو فتح کرتا پھرے (جیسے پہلے زمانے میں سکندر یا اس سے بھی پہلے ذوالقرنین کے نمونے موجود ہیں) تو وہ کوئی دیرپا بین الاقوامی مرکز پیدا نہیں کر سکتا اور نہ اس طرح سے پیدا شدہ بین الاقوامیت پائدار ہو سکتی ہے۔ اگر اس قسم کے حاکموں کا پیدا ہونا ایک فکر کے عمومی غلبے کے لئے ضروری ہے تاکہ عام لوگوں کو یہ سمجھ آجائے کہ اس فکر میں اتنی طاقت ہے کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اس کے اظہار کے لئے وقتاً فوقتاً انسانیت میں بڑے بڑے اولوالعزم بادشاہ پیدا ہوتے رہتے ہیں مگر ان کے ذریعے سے قوموں کی مستقل تربیت نہیں ہو سکتی۔

قومی انقلاب سے قرآنی تحریک کو فائدہ

جیسے ایک شہر کی تہذیب و اصلاح کیلئے اس شہر کے ہر ایک خاندان کی اصلاح اسی نقطے پر ہونی ضروری ہے اسی طرح ایک مملکت کی اصلاح جو انقلاب کا نتیجہ ہونی چاہیئے اس مملکت کے تمام شہروں میں اس تہذیب کے مراکز قائم کئے بغیر نہیں ہو سکتی بین الاقوامی پروگرام کے لئے زبانوں سے علیحدہ ہونے والی قومیں ایک اکائی کا درجہ رکھتی ہیں اکائیوں کی اصلاح مستقل بنیادوں پر قائم ہوئی چاہیئے جب یہ چیز قائم ہو جائے تو بین الاقوامی پروگرام دنیا کے سامنے صاف ہو کر آئے گا اور دیر تک چلے گا اس میں یہ طاقت آجائے گی کہ اگر اس کی تحریک میں کبھی عارضی کمزوریاں پیدا ہو جائیں تو اس کے اندر ہی سے انقلابی قوت پیدا ہو کر اس کمزوری کو دور کر دے اور اس تحریک کی اصلاح کر دے۔

مضبوط مرکز کا نقصان

اگر قوموں کو کسی بین الاقوامی مرکز کے ساتھ اس طرح وابستہ کر دیا جائے کہ وہ بے دست و پا ہو کر رہ جائیں تو اس مرکز میں کمزوری آنے کے بعد ان میں انقلابی تحریک پیدا ہونا اور ان کا اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا نہایت مشکل ہو جائے گا۔ ایک بڑے مرکز سے اقوام میں ایک پروگرام جاری کرنے سے اگر یہ فائدہ سامنے آتا ہے کہ تحریک بہت جلد پھیل جاتی ہے تو اس کے مقابلہ میں یہ خطرہ بھی پیش نظر آتا ہے۔ کہ اگر اس مرکز میں خرابی آجائے تو اتنی بڑی قوموں کی اصلاح خطرناک طور پر مشکل ہو جائے گی اور پھر وہ خرابی انڈے بچے دے کر قوموں کو بہت دور تک گمراہ کر دے گی۔

صحیح طریق عمل

اس لئے صحیح طریق عمل جو آج تک دنیا میں تجربے سے مفید ثابت ہوا ہے یہی ہے کہ ہر ایک قوم کے اندر اس کی ذہنیت کے مطابق اس کی زبان میں بین الاقوامی اعتدا کا مخزن جمع کر دیا جائے وہ قوم اپنے بھلے برے کا فیصلہ کرنے کے لئے خود مختار ہو اس طرح ایک پروگرام پر مختلف قومیں تیار ہو جائیں تو ان کو کسی مرکز میں بیٹھ کر بین الاقوامی پروگرام کامیاب بنا لینا چنداں مشکل نہیں ہے۔

بین الاقوامی مرکز

ہم اس بین الاقوامی مرکز کے لئے کوئی ایسی سرزمین تجویز نہیں کر سکتے جو کسی خاص قوم کے تمدن سے رنگین ہو اگر یہ بین الاقوامی مرکز کسی خاص متمدن قوم کے ہاتھوں میں آجائے گا تو وہ اپنے قومی پروگرام ہی کو بین الاقوامی درجہ دینے کے لئے اُسے بڑی طرح استعمال کرے گی۔ اس لئے ہم حجاز کی سرزمین کو وادی غیر ذی زرع ہے اور جس کا بیت العلم اقوام میں حرم کا درجہ پیدا کر چکا ہے بین الاقوامی مشاورت کے لئے بطور مرکز تجویز کرتے ہیں اور اس کی مرکزیت کو تمام دیگر مراکز پر راجح مانتے ہیں بشرطیکہ اس پر کسی خاص متمدن قوم کا تغلب پیدا نہ ہو جائے اور حجاز اپنی فطری آزادی پر قائم رہے۔

سورۂ صف کے آخری حصّے کے مطابق حضرت مسیحؑ کا جو طریق عمل بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تعلیمی مشن قائم کیا اس کی مثال سورۃ الجمعہ میں آتی ہے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ٥

کیا خدا محتاج ہے؟

اہل علم کو اشاعتِ معارف کی جو دعوت دی گئی ہے، اس میں اللہ ان کا محتاج نہیں ہے زمین اور آسمان کا نظام اس پر گواہ ہے کہ اللہ اپنے کام اپنی حکمت کے مطابق چلاتا ہے وہ اس میں کسی کا محتاج نہیں ہے تو جو نظام وہ انسانوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے اس کے لئے بھی وہ انسانوں کا محتاج نہیں ہو سکتا پھر وہ انسانوں سے کیوں کہتا ہے کہ وہ یہ کام کریں اور خدا کے لئے کریں؟ یہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے انسانوں کو ترقی کا موقعہ دیا جائے۔

زمین و آسمان اللہ کی پاکیزگی کی شہادت دیتے ہیں اور ان کی ساخت ثابت کرتی ہے کہ اللہ ان صفات کا حامل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ

(۱) الملک (۲) القدوس (۳) العزیز (۴) الحکیم۔

اس کائنات میں خدا تعالےٰ کے ان اسماءِ حسنیٰ کا کامل ظہور ہو رہا ہے چنانچہ خدا کے سوا کوئی شخص اپنے آپ کو حقیقی اور مطلق معنوں میں الملک (بادشاہ) نہیں کہہ سکتا۔ ساری کائنات میں حکومت اور پادشاہی در اصل اللہ ہی کی ہے اسی طرح کوئی اپنے آپ کو عیوب ظاہری و باطنی قدوس (پاک) نہیں کہہ سکتا۔ کائنات صرف خدا ہی کو کامل اور اکمل طور پر عیوب سے پاک ثابت کرتی ہے ایسے ہی حقیقی عزت اور اس کے ذریعہ سے غلبہ صرف خدا کو حاصل ہے اور سب کی عزتیں اور غلبے اس کے غلبے اور

عزت کے دھندلے نقوش ہیں۔ حکیم بھی حقیقت میں اللہ ہی ہے جو اس کائنات کا خالق باری اور مصور ہے وہی اس کائنات کے تمام اجزا اور ان کے باہمی ربط اور ان کی اندرونی روح سے واقف ہے پس حکمت کا مالک اصل میں اللہ ہی ہے۔

ان صفات کے بیان کی غرض

اللہ تعالیٰ جو الملک القدوس العزیز اور الحکیم ہے ان صفات کے تقاضوں پر انسان کو ترقی دینا چاہتا ہے۔

(۱) الملک

اللہ تعالیٰ انسانوں کو اپنی بادشاہی میں نیابت اور خلافت دینی چاہتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جیسے اس کا حکم ملائک (فرشتوں) کے ذریعے سے آسمانوں میں پورا ہوتا ہے اسی طرح نوع انسان میں بھی اس کا حکم پاکباز فرشتہ خصلت انسانوں کے ذریعے سے پورا ہو۔

(۲) القدوس

خدا تعالیٰ قدوس ہے وہ تمام عیوب سے پاک ہے اس کے نام کی جو حکومت قائم ہو اور اس کے نام سے جو تعلیم دی جائے اس میں بھی انسانی عیوب پیدا نہیں بلکہ وہ جماعت جو اللہ کے نام کی حکومت پیدا کرے انسانی کمالات کا بہترین مظاہرہ کرے اور اس میں خدا کی قدوسیت کا رنگ (صبغة اللہ) غالب ہو۔ دنیا کی حکمران جماعتوں میں جتنے عیوب پائے جاتے ہیں یہ جماعت نسبتاً پاک ہو دنیا کی معلم جماعتوں میں جس قدر غلطیاں راسخ ہو چکی ہیں قدوسیوں کی یہ جماعت ان سے بھی پاک ہو یہ اللہ کا منشا ہے اور قدوسیت انہی کے مناسب ہے۔

(۳) العزیز

اللہ تعالیٰ ان قوموں کو جو قرآن حکیم کی تعلیم بلند کریں عزت دینی چاہتا ہے وہ اس تعلیم کے ذریعے سے دنیا میں غلبہ حاصل کریں گے اور آخرت میں مراتب رفیعہ پر فائز ہوں گے۔

(۴) الحکیم

عزت ایک دفعہ سیاسی یا فوجی غلبے سے حاصل ہو جاتی ہے لیکن اسے صدیوں تک سنبھالنے کے لئے حکمت کی ضرورت ہوتی ہے خدا اس جماعت کو حکمت بھی عطا کرنا چاہتا ہے تاکہ حکومت اور حکمت ان میں جمع ہو جائیں کسی قوم میں حکومت سنبھالنے کی طاقت اتنی ہی ہوگی جتنی اس میں حکمت ہوگی۔

حکمت کیا ہے

فطرت انسانی کے جو طبعی تقاضے ہیں ان کی پوری سمجھ پیدا کرنا الحکمة ہے یعنی افراد انسانی، اقوام اور اصناف کے تقاضوں کو سمجھنا اور ان کی نوعی تقاضوں کے ماتحت لانا حکمت ہے افراد، اشخاص، اقوام اور اصناف کے تقاضے غیر متبدل نہیں بلکہ انسانیت کے تقاضے مستقل اور غیر متبدل ہیں چنانچہ قرآن حکیم کہتا ہے کہ لا تبدیل لخلق اللہ۔ ان تقاضوں کو سمجھنا ذلک الدین القیم۔ ان تقاضوں کے مطابق قرآن کے احکام نافذ کرنا حکمت عملی ہے۔

اللہ چاہتا ہے کہ قرآن حکیم (یٰسٓ والقرآن الحکیم) کے ذریعے سے انسانوں کو حکمت سکھائے پس خدا کی حکومیت، قدوسیت، عزیزیت اور حکیمیت کا تقاضا ہے کہ ایک نبی ایسا پیدا ہو جو ساری نوع انسانی کو نوعی تقاضوں کا صحیح علم دے اور یہ علم منظم طور پر اہل دنیا کو سمجھا دے۔

بقیہ: شہنشاہیت فقر کی چوکھٹ پر

محمود ...... کچھ میرے لئے۔
شیخ ...... محمود عافیت محمود باد۔

اس کے بعد سلطان محمود غزنوی نے اشرفیوں کا ایک توڑا حضرت ابوالحسنؒ کے سامنے پیش کیا اور اس کو قبول کرنے کی درخواست کی، شیخ نے جواب میں جو کی ایک روٹی بادشاہ کو دی اور کہا کہ اسے کھاؤ، بادشاہ نے ایک لقمہ توڑ کر منہ میں رکھا اور چبایا لیکن حلق سے نیچے نہ اتر سکا شیخ نے فرمایا کہ شاید حلق میں اٹکتا ہے محمود نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہے۔ اس پر حضرت ابوالحسن نے فرمایا کہ کیا چاہتے ہو کہ اشرفیوں کا توڑا بھی میرے حلق میں اٹک جائے اس کو اٹھا لو۔

محمود ...... حضرت کچھ تو قبول فرمائیں۔
شیخ ...... اصرار نہ کرو میرے لئے یہ حرام ہے۔

محمود اگر میرا نذرانہ قبول نہیں تو کچھ تبرک عنایت فرمائیں۔ شیخ نے اس فرمائش پر اپنا ایک کرتا بادشاہ کو دیا۔

جب بادشاہ رخصت ہونے لگا تو حضرت ابوالحسن تعظیماً کھڑے ہوگئے اس پر سلطان نے کہا کہ جب میں حاضر ہوا تھا تو میری طرف مطلقاً توجہ نہ فرمائی تھی اب یہ تعظیم و تکریم کیسی؟ شیخ نے جواب دیا کہ جب تم یہاں آئے تھے تو تمہاری رگ رگ میں شاہانہ جاہ و جلال سلطنت اور ملک گیری کی بو سمائی ہوئی تھی اور اس فقیر کی آزمائش بھی مدنظر تھی لہٰذا فقیر کو تمہارے جاہ و جلال اور تمہاری بادشاہت کی کوئی پرواہ نہ تھی لیکن اس وقت تم عاجزی وانکساری لے کر جا رہے ہو لہٰذا مجھ کو تمہارے عجز و انکسار کی تعظیم کرنی پڑی آنحضرت صلعم نے عجز و انکسار کو پسند فرمایا ہے اور تکبر و غرور کو ناپسند کیا ہے۔ بادشاہ محمود غزنوی یہ سن کر آبدیدہ ہوا۔ اور حضرت شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہو کر اس حال میں خانقاہ سے نکلا کہ عجز و انکسار کے آنسو تکبر و غرور کے نقش مٹا رہے تھے۔

ایسٹرن پمپنگ سیٹ
آپ کی آبپاشی کی
مشکلات کا حل
ضرور آزمائش کریں
زرعی آب پاشی
کوٹھیوں
فیکٹریوں
اور مکانوں
کی ضرورت
کو پورا
کرنے
کے لئے
تیار کردہ
سلطان فونڈری (رجسٹرڈ) - بادامی باغ لاہور
ایسٹرن الیکٹرک موٹرز
۱/۲ ۱ ہارس پاور سے
۲۰ ہارس پاور تک
مختلف سائز۔ ڈیزائنوں میں
سائز
۳/۴ تا ۴×۶ - ایسٹرن
پمپنگ سیٹ
تیار کردہ: سلطان فونڈری رجسٹرڈ بادامی باغ لاہور

ایک مفسرِ قرآن — ایک ولیٔ زمان

(۱۱)

چوہدری محمد یوسف ایم اے

حضرت مولانا سادگی کے پیکر تھے سادگی اور شستگی آپ کے خادم تھے وہ اگرچہ پیر تھے لیکن لکیر کے فقیر نہ تھے انہیں دیکھ کر کسی کو گمان بھی نہ ہوتا تھا کہ وہ پیر ہیں کیونکہ وہ آج کے پیروں جیسی سج دھج کے مالک نہ تھے وہ روایتی کروفر کے قائل نہ تھے جو عہد حاضر کے نام نہاد پیروں کی شخصیت سے مخصوص ہیں موجودہ پیر محفلوں کی جان ہیں کلبوں کی آن ہیں اور شاہی سندوں کی شان ہیں آج کے پیر اپنے سادہ دل مریدوں کے ہجوم میں کچھ اس انداز سے چلتے ہیں جیسے اکبر بادشاہ ابوالفضل اور فیضی کے تبحر علمی سے چشمک زنی کر رہا ہو ہمارے ہاں پیروں فقیروں کی کمی نہیں ہم پیروں کے وجود کے مخالف نہیں بلکہ ہمارے نزدیک ان کی رہبری خوش آئند ہے لیکن ایسے پیروں کے خلاف ہماری زبان وبیان کی تلخی میں کمی نہیں آ سکتی جو سادہ دل مریدوں کی سادگی کا ہو نچوڑ لیتے ہیں ان کی جہالت سے اپنے تن و توش اور کام و دہن کی لذت بے مایہ کو برقرار رکھتے ہیں ان لوگوں کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ مرید کی عزت اور صفائی طینت کس طرح ان کے ہاتھوں زخمی ہو رہی ہے یہ شرافتوں کے لیٹرے اور عصمتوں کے ڈاکو پیری کا لبادہ اوڑھ کر مریدوں کی سادگی کو فریب دیتے ہیں اور مرید ہیں کہ اپنے پیر کی شان میں ہر گھڑی رطب اللسان نظر آتے ہیں چاہے وہ ان کی عزت و آبرو کو سر بازار نیلام کر رہا ہو۔ عام مشاہدہ کی بات ہے کہ عہد حاضر کے پیروں کے گھر نگار خانہ معلوم ہوتے ہیں پیر صاحب پیری کے روپ میں شرافت کی زبان کاٹ دیتے ہیں تقدس کا گریبان چاک کرتے اور متانت کے چہرہ کی آب فروخت کرتے ہیں ہمارا ایمان ہے کہ جس قدر نقصان دین مصطفوی کو ان نام نہاد پیروں کی کرامات نے پہنچایا ہے شاید ہی کسی فرد اور گروہ نے اس قدر پہنچایا ہے قیامت کے روز حوض کوثر کے کنارے ساقی کوثر تشریف فرما ہونگے ادھر سے پیروں کا قافلہ شان دلربائی کے ساتھ آ رہا ہوگا محبوب خدا یذیلی کو بڑھ جھینگے اس خیال سے کہ شاید اصحابہ رسول آ رہے ہیں آسمان سے صدائے ربانی آئے گی انک لاتدری ما احدثو بعدک۔

میرے پیغمبر! ان میں ایک بھی ابوبکر صدیق نہیں کوئی بھی عمر فاروق نہیں کوئی عثمان غنی نہیں اور کوئی شیر خدا نہیں بلکہ یہ وہ ہیں جو آپ کے دین کا تاج محل گرا دینے کا موجب بنے۔

یہ واقعہ ہے کہ موجودہ پیر مریدوں کے لئے وبال جان اور بلائے بے درماں بن کر رہ گئے ہیں پیر امیدوں کا چراغ روشن کرتا ہے اور مرید کی امنگوں کا سرچشمہ ہوتا ہے اس کی کشت ویراں کو معرفت کی ضیا پاش کرنوں سے منور کرتا ہے اس کے قلب میں جاگزیں اندھیاروں کو معرفت کے اجالوں میں بدل دیتا ہے یہاں کذب و افترا و لغو اور بے معنی الفاظ کا مجموعہ ہوتے ہیں یہاں نور شرافت انگڑائیاں لیتا ہے حجاب و متانت نور کے سانچے میں ڈھلتے ہیں حق گوئی اور حق اندیشی تلوار کی تیز دھار بن کر باطل کی رگ کاٹ دیتی ہے یہاں خوف و ہراس کا وجود نہیں ترغیب و تحریص کا یہاں گذر نہیں لیکن کیا کریں کہ موجودہ عہد پیری عجیب رنگ دکھا رہا ہے خدا کی قسم! اگر ان پیروں کا خبث باطن منظر عام پر آ جائیں تو یقین ہے کہ مسجدوں کے چراغ بجھ جائیں یہ لوگ مریدوں کی گردن پر بار گراں ہیں ان کے کیسہ تار تار ہیں سے کھوٹا سکہ تک برآمد کرنے میں شرم محسوس نہیں کرتے علامہ اقبال کے ہاں پنجاب کے ایک نامور پیر تشریف فرما تھے پیر کی تلاش میں مرید باصفا بھی وہیں آن پہنچا مرید نے اپنے پیر کی بارگاہ مقبولیت میں درخواست کی کہ وہ ان کے لئے حضور قلب سے دعا کریں تاکہ وہ قرضہ کی لعنت سے نجات پا سکے کیونکہ وہ پانسو روپیہ کا مقروض تھا جاتے جاتے مرید نے ایک روپیہ پیر کی مٹھی میں تھما دیا قریب ہی رمز شناس حقیقت علامہ اقبال بھی تشریف فرما تھے آپ کی رگ ظرافت پھڑکی بے ساختہ پکار اٹھے اے سادہ دل مرید! اب ۵۰۰ روپیہ کے لئے نہیں بلکہ ۵۰۱ روپیہ کے لئے دعائے خیر کی درخواست کرو کیوں کہ پیر کے ہاں آنے سے قبل تم ۵۰۰ روپیہ کے مقروض تھے اور جانے کے بعد ۵۰۱ روپیہ کے مقروض ہو گئے یہ اثر و اعجاز ہے حضرت پیر صاحب کی کرامت کا پس کچھ ایسی ہی کرامات کا ظہور آج کے پیروں کی طرف سے ہوتا ہے نوعمر لڑکیوں کے ہجوم میں پیر صاحب تخت صدارت پر تشریف فرما ہیں وزدیدہ نگاہی کا مشغلہ جاری ہے یہ حقائق اخبارات کی وساطت سے ہم تک پہنچے ہیں کہ پیر صاحب اپنی تمام تر کرامات کے جلو میں حسینان جہاں کے تخت حسن پر اس طرح جلوہ گر ہیں کہ بے ساختہ اقبال کا یہ شعر زبان پر آ جاتا ہے۔

عین وصال میں مجھے حوصلۂ نظر نہ تھا
گرچہ بہانہ جو رہی میری نگاہ بے ادب

لیکن حضرت مولانا شرم و حیا کے مجسمہ تھے حجاب و متانت آپ کے گرد ہالہ کئے ہوئے تھے مرد و زن دونوں کے روبرو آپ کی شرافت سے بھرپور آنکھ جھکی رہتی تھی کیا مجال آنکھ میں آنکھ ڈال کر مرد و زن سے مخاطب ہوئے اس لئے کہ حیا غالب تھی پیر ہو تو ایسا ہو ہم ایسے باحیا پیروں کے قدم چوم لینے میں محسوس کرتے ہیں کون ہے جو بایزید بسطامیؒ کے نام نامی اور اسم گرامی سے واقف نہ ہو جب تک ولائیت کی تاریخ زندہ ہے یقیناً اس وقت تک بایزید زندہ ہیں یہ اپنے دور کے ابدال تھے پیر لازوال تھے بے حیا رنڈی آئے تو اس پیر کی نگاہ کرم سے بے حیائی کا داغ مٹ جائے اور نادرہ روزگار قرار پائے اس کی بارگاہ میں جہاں حسن کے ڈاکو آتے تھے اب فیضان علم و عرفان کے جویا ہجوم در ہجوم آنے لگے ہاں ہاں اسی پیر باتدبیر کی بات کرتا ہوں اس کا مرید صفائی قلب کے ساتھ اپنے مرید کی حریم ناز میں در آتا ہے ساتھ اپنی شہرت آب بیگم کو بھی لاتا ہے سلوک و معرفت کی منازل طے ہوتی ہیں ایک روز مرید کی بیوی حنائی ہاتھ کی اٹھ شوخیاں لیئے اپنے پیر کی خدمت میں بیٹھی ہے پیر نے ناصحانہ انداز میں محترمہ کے دست حنائی کی جانب اشارہ کیا مرید کی باحیا بیگم یہ کہہ کر مجلس پیر سے رخصت ہوئی کہ اب ہمارا اس بزم پر میں تادیر قیام ممکن نہیں کیونکہ اب تو ہمارے پیر کو اپنے ہاتھ کی رنگینی نظر نے لگی اس واقعہ کی موجوگی میں عہد حاضر کے پیران بے پر کے پاس اپنی پیری کا کیا جواز باقی رہتا ہے اور خانقاہوں کے مجاوروں کو کیا حق پہنچتا ہے

کہ وہ سادہ لوح مریدوں کو قطار اندر قطار ہزار پر پہنچاتے پھریں اللہ کا احسان ہے کہ حضرت مولانا واقعی پیر تھے جن پر پیری ناز کر سکے آپ کی آنکھ ہمیشہ جھکتی رہتی مجھے کئی بار حاضر خدمت ہونے کا اتفاق ہوا لیکن کبھی اور ہرگز کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ آپ نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مخاطب کیا ہو بلکہ یہاں عالم ہی نرالا ہے چہرہ مبارک پر شرافت مچل رہی ہے آنکھوں میں نور ایمان اور حیا ہے عثمان کی جھلکیاں ہیں چال میں فرشتوں کا لوچ ہے ماتھے پر نور فطرت جگمگا رہا ہے ہمیں فخر ہے کہ ہمارے فاضل دوست حضرت مولانا عبید اللہ صاحب اپنے انور بھی اپنے باپ کی ہو بہو تصویر ہیں اس تصویر کا رنگ پھیکا نہیں اور کوئی نقش باطل نہیں بلکہ وہی شرافت اور حجاب و متانت میں جو باپ فطرت سے وراثت کے طور پر لایا تھا۔

جہاں تک سادگی کا تعلق ہے وہ بھی حضرت کی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے نورانی چہرہ پر سادہ لباس کی سادگی عجب بہار دیتی تھی تصنع اور تکلف سے آپ کی فطرت عاری تھی یہ بھی ممکن نہ تھا کہ خدام کے ہجوم میں خسروانہ شان سے مریدوں کے ہاں فروکش ہوں البتہ آپ کی سادگی ہی آپ کا سب سے بڑا حسن تھا۔ اس حسن جہاں تاب کے سامنے سارا حسن ماند ہے۔ اور یہی حسن ہے جو ہر کس و ہر کو آپ کا گرویدہ اور والا و شیدا بنا دیتا ہے امراء و سلاطین کی دعوتوں میں شریک ہونے سے پرہیز کرتے رہتے۔ لیکن جب بھی شرکت فرما ہونے کا موقع ملا۔ حضرت نے اپنی سادگی کو کسی صورت بھی اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیا ایک دفعہ نواب بہاولپور کی دعوت پر بہاولپور تشریف لیگئے نواب صاحب کی طرف سے استقبال کیلئے وزیر اعظم معہ عملہ ریلوے سٹیشن پر حاضر خدمت تھے۔ حضرت پلیٹ فارم پر اترے تو آپ کے ہاتھ چمڑے کا ایک مصلی تھا۔ جس میں بعض ضروری سامان تھا۔ وزیر اعظم نے حیرت و استعجاب کے عالم میں دریافت کیا۔ کہ آپ تن تنہا ہیں۔ آپ کا سامان اور خدام کہاں ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔
"میرا سامان میرے ہاتھ میں ہے۔ میرا خادم میرے ہاتھ اور پیر ہیں۔"
حضرت کا یہ سادہ سا جواب سن کر وزیر اعظم سکتہ کے عالم میں محو ہو گئے وزیر اعظم کی حیرانی بعید از قیاس نہیں۔ اس لئے کہ آج کچہریوں میں خود نمائی کا جذبہ بدرجۂ اتم موجود ہے۔ پیر صاحب تو بند نکالے جھنکھریالے بالوں کی لٹ فضا میں لہرا کر خدام کی فوج ظفر موج کے ہجوم میں پہلوانوں کی طرح اکڑ کر چلتے ہیں لیکن حضرت مولانا کے ہاں یہ بات نہیں۔ یہاں سادگی اور منکسر المزاجی اپنی پوری شان سے براجمان ہے آپ کے پہلو میں ایک مونس و غمخوار کا دل تھا جو قوم کی پشتی افکار پر ہر وقت اداس رہتا تھا۔ آپ کو انسانیت سے سچی ہمدردی تھی۔ اسی جذبہ کے تحت آپ انسانیت کی تادم آخر خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ جب ہم موجودہ پیروں کی واردات کا ایک چابکدست فنکار کی طرح تحقیقی تجزیہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں حضرت مولانا نہایت اونچی مسند جلوہ گر نظر آتے ہیں۔ پاکستانی پیروں کو اپنے کام و دہن کی لذت سے سروکار ہوتا ہے۔ وہ اپنی تجوریوں کو سیم و زر اور لعل و گوہر سے بھر پور چاہتے ہیں چاہے مرید کسی سلطان کے گھر ڈاکہ ڈال کر مال و زر کا انبار لائے۔ انہیں جائز و ناجائز اور حرام و حلال سے کوئی نسبت نہیں صرف ایک دھن ہے جو پاکستانی پیروں کے قلب و جگر کی وسعتوں اور پہنائیوں میں رقص فرما ہے یکسر وہ زر اندوزی کی ہوس۔ اس ہوس کی تسکین کے لئے یہ لوگ ہر ممکن اور غیر ممکن حربہ استعمال کرتے ہیں۔ لیکن حضرت مولانا سخی تھے۔ ایک ایسا سخی جس کے پاس سب کچھ ہونے کے باوجود کچھ نہ ہو۔ انجمن خدام الدین کے لاکھوں کے سرمایہ کا امیر ہونے کے باوجود خود کو ایک پائی تک خرچ کرنے کا روادار نہ گردانا ہو سفر و حضر اور نشست و برخاست غرض کہ ہر کروٹ میں ہر آپ کی سخاوت کا ایک رنگ جلوہ گر نظر آتا ہے۔ حاجی دین محمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک بار آپ کو حضرت کے ساتھ شریک سفر ہونے کا اتفاق ہوا۔ منٹگمری پہنچ کر حاجی صاحب نے چار سیر کھجوریں دو سیر سنگترے خرید کر حضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت نے نہایت شفقت اور مہربانی سے فرمایا کہ اس پھل کو تمام مسافروں میں تقسیم کر دو۔ اس دو سیر پھل میں سے آپ نے اپنے لئے صرف دو کھجوریں رکھ لیں۔ باقی تمام مسافروں میں تقسیم کر دیا۔ یہ آپ کی وسعت قلبی کی روشن دلیل ہے۔ اگر کوئی اور پیر ہوتا تو سارا مال گھر پہنچانے کا اہتمام کرتے۔ لیکن حضرت کی فیاض طبیعت کو یہ گوارا نہ ہوا آپ انسانوں کے علاوہ جانوروں پر بھی برابر مہربان تھے ایک بار کسی جگہ لاہور سے باہر آپ کو تقریر کی غرض سے جانا تھا۔ اسٹیشن پر پہنچ کر آپ کو یاد آیا کہ ایک چڑیا آپ کے حجرہ میں بند ہے چونکہ حجرہ کے تمام دروازے بند تھے۔ اس لئے آپ نے منتظمین جلسہ کو فوراً تار بھیج دیا۔ کہ وہ دوسری گاڑی سے آ رہے ہیں یہ طرز عمل سنت نبی کے عین مطابق ہے۔ پیغمبر خدا کھیت کے پاس سے گذر رہے ہیں ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اور دوش رسول پر سر رکھ کر اپنا دکھ درد بیان کیا جانوروں کی بولی سمجھنے والا پیغمبر اونٹ کے مالک کو بلا کر یوں گویا ہوا۔ اونٹ شکایت کرتا ہے۔ کہ تو اس سے کام زیادہ لیتا ہے۔ لیکن چارہ کم دیتا ہے اس پر مہربانی فرمایا کرو۔ یقیناً حضرت مولانا کا ہر قدم رسول ہاشمی کے نقش قدم کے عین مطابق اٹھتا رہا۔ اور ہمارے نزدیک جو اتباع سنت کرتا ہے وہ ولی کامل ہے۔ اس طرح حضرت مولانا یقیناً ولی کامل ہیں۔

تین مقدس کتابیں

آدھی قیمت ہیں

(۱) صحیح مسلم شریف مترجم عربی اردو مع شرح نووی چھ جلدوں میں مکمل ۔/۴۸ رعایتی ۔/۲۴ محصول ڈاک و پیکنگ خرچ وغیرہ ۵ روپے

۲- سنن ابن ماجہ شریف کامل اردو اصل قیمت ۱۲ روپے رعایتی چھ روپے ایک روپیہ محصول ڈاک

(۳) محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین معہ فتوح الغیب مترجم عربی اردو ۲ جلدوں میں کامل قیمت ۲۴ روپے رعایتی ۱۲ روپے محصول ڈاک ۲ روپے۔

پوری یا چوتھائی رقم بھیج کر پہلی فرصت میں طلب فرمائیے۔ اور ذخیرہ احادیث نبوی سے لطف اٹھائیے کتابیں قریب الختم ہیں جلد آرڈر بھیجئے۔

شیخ محمد عمران صاحب معرفت محمدی مسجد بندر روڈ فتح کراچی

فون: ۵۲۷۸۹

ایجنٹ حضرات سے

بعض ایجنٹ حضرات نے تاحال اپنی واجب الادا رقوم کی ادائیگی نہیں کی۔ ان صاحبان کے پاس ہمارا نمائندہ عنقریب آ رہا ہے ازراہ کرم بقایا رقوم کی ادائیگی فی الفور کی جائے تاکہ نہ تو ترسیل بنڈل بند ہو اور نہ ذاتی طور پر رقوم وصول کرنے میں ادارہ کا پیسہ اور وقت ضائع ہو (ادارہ)

بزرگانِ دین

جستہ جستہ

انکسار و بے نفسی

امام سبط جوزی (ابن جوزی کے فاضل پوتے) اپنا چشم دید واقعہ لکھتے ہیں —

شعبان کی پندرھویں رات کو میں سلسلہ رفاعیہ کے بانی حضرت سید احمد الکبیر الرفاعی کے یہاں حاضر ہوا۔ ایک لاکھ آدمی ان کے ہاں جمع تھے۔ جب میں نے اس مجمع کثیر کو تعجب سے دیکھا تو سید صاحب نے مجھ سے خطاب کر کے فرمایا —

"میرا حشر ہامان جیسا ہو، اگر لمحہ بھر کے لئے دل میں یہ خیال آیا ہو کہ میں ان لوگوں کا پیشوا ہوں۔"

سبحان اللہ!

یہی چیز ان سارے بزرگوں کی زندگی کی روح تھی کہ — "تم خالق کے لئے ہو جاؤ تو اپنی ساری خلقت کو خالق تمہارے لئے کر دے گا۔"

ایک دفعہ سید صاحب نے فرمایا —

"ان ساری راہوں پر میں چلا ہوں جو خدا تک پہنچاتی ہیں مگر سب سے آسان اور مناسب ترین راہ مجھے محتاجی و نیازمندی اور شکستگی سے زیادہ کوئی نظر نہیں آئی۔"

فہم و دانش تیز کردن نیست راہ
جز شکستہ می نہ گیرد فضل شاہ (رومی)

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں (اقبال)

ایک پوچھنے والے نے دریافت کیا کہ "اس محتاجی و نیازمندی اور شکستگی کے حصول کا کیا طریقہ ہے؟" فرمایا۔ "اسی کو میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ خدا کے حکم کا احترام کرو۔ خدا کی مخلوق کے ساتھ شفقت و مہربانی سے پیش آؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔"

عجیب و غریب واقعہ

ایک شخص نے خواب میں حضرت سید رفاعیؒ کو معقد صدق (قرب ربانی کے قرآنی احکام) میں دیکھا۔ صبح جاگا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو گیا۔ اچانک ایک دن اس نے دیکھا کہ آپ کی بیوی آنچ دینے کی لکڑی زنان خانے میں تڑاتڑ مار رہی ہیں اور آپ خاموش پٹ رہے ہیں۔ مرید کو بڑا طیش آیا۔ مہر دریافت کر کے رقم کے ساتھ حاضر ہوا کہ ایسی عورت کو الگ کر دیجئے!

فرمایا — "معقد صدق" میں مجھے تم ہرگز نہ پاتے اگر ان کے سلوک پر صبر سے کام نہ لیتا۔"

اسی کے قریب قریب حضرت میرزا مظہر جان جاناںؒ کا حال ہے۔ بیوی کی سخت زیادتیوں پر اپنی نزاکت طبع کے باوجود صبر کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے مجھ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات ہیں اسی صبر کی وجہ سے ہیں۔ اللہ پاک خود بھی تو اسی ضمن میں فرماتے ہیں —

وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرہ - ع ۲۶)

بعض چیزیں جو تمہیں ناپسند ہوں وہ تمہارے لئے مفید ہو سکتی ہیں اور بعض جو پسند ہوں مضر ہو سکتی ہیں اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔

حاتم اصم بہرے کیوں ہوئے؟

حاتم سے کوئی عورت مسئلہ پوچھ رہی تھی۔ اسی حال میں اس سے باد مخالف کا صدور ہو گیا۔ عورت بے چاری شرما گئی۔ حاتم نے اسی وقت پر اپنے اوپر ایسا حال طاری کر لیا گویا اونچا سنتے ہیں۔ مسئلہ کو اس طرح دریافت کرنے لگے جیسے کوئی ثقل سماعت میں مبتلا دریافت کرتا ہو۔ عورت نے یہ خیال کر کے کہ ان کو خبر نہ ہوئی اطمینان کیا۔ اس کے بعد حاتم جب تک زندہ رہے اس حال کو باقی رکھا اور اسی لئے وہ "اصم" کے نام سے مشہور ہوئے۔

صرف ایک نصیحت

حاتم بڑے ذہین اور ظریف آدمی تھے۔ کسی نے کہا مجھے "نصیحت کیجئے"۔ بولے "اسی جگہ جا کر گناہ کیا کرو جہاں اللہ میاں نہ ہو۔"

حاتم اور قاضی القضاۃ

رے کے قاضی القضاۃ بیمار تھے۔ حاتم اصم اپنے میزبان تاجر کے ہمراہ اس کی عیادت کو گئے۔ قاضی صاحب کے دروازہ پر پہنچے تو دیکھا کہ دروازہ کیا ہے عظیم الشان ڈیوڑھی کا آستانہ ہے۔ بولے۔ "ایک عالم کے دروازے کا یہ حال"!

اتنے میں اندر سے طلبی آئی۔ ڈیوڑھی میں داخل ہوئے تو دیکھتے ہیں کہ —

"پھولوں کا چمن ایک طرف ہے، فوارے سے پانی اچھل رہا ہے۔ آگے ہر کمرے کے سامنے پردے لٹک رہے ہیں۔ لوگوں اور نوکروں چاکروں کا ایک مجمع ہے۔"

حاتم کی حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔ آخر قاضی صاحب کے سامنے پہنچے تو دیکھا کہ ایک مکلف گدا بچھا ہے۔ اس پر قاضی صاحب آرام فرما رہے ہیں مہمانوں کو دیکھ کر مسند پر بیٹھ گئے اور حاتم سے کہا — "تشریف لائیے، بیٹھیے!" — لیکن وہ کھڑے ہی رہے۔ جب قاضی صاحب نے بیٹھنے پر اصرار کیا اور ان کو انکار پر مصر دیکھا تو پوچھا — "آپ کسی ضرورت سے تشریف لائے ہیں؟" بولے "ہاں"! قاضی نے کہا "تو فرمائیے کیا ضرورت ہے؟" حاتم نے کہا۔ "ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں"۔ قاضی نے کہا۔ "پوچھیے!" بولے "ذرا اطمینان کے ساتھ آپ بیٹھ جائیے!" — غلام سامنے کھڑے تھے تکئے قاضی صاحب کی پیٹھ کے پیچھے رکھ دیئے گئے اور ان ہی سے ٹیک لگا کر وہ بیٹھ گئے۔ انتظار کرنے لگے کہ حاتم کیا پوچھتے ہیں پھر یہ مکالمہ دونوں میں شروع ہوا —

حاتم — "آپ نے علم کن لوگوں سے سیکھا ہے؟"

قاضی — "بڑے بڑے معتبر استادوں سے!"

حاتم — "ان کے پاس علم کہاں سے آیا تھا؟"

قاضی — "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں سے!"

حاتم — "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم کہاں سے آیا تھا؟"

قاضی — "جبرئیل علیہ السلام لائے تھے"

حاتم — "ہاں! یہ فرمائیے کہ آپ کے پاس جو ذخیرہ علم ہے وہی ذخیرہ جسے اللہ سے جبرئیلؑ نے پایا، جبرئیلؑ نے رسول اللہؐ کو پہنچایا۔ اور رسول اللہ سے یہ ذخیرہ صحابیوں تک پہنچا۔ اور صحابہ سے آپ کے بڑے بڑے معتبر استادوں تک پہنچا اس ذخیرے میں کہیں اس کی بھی اطلاع دی گئی ہے کہ جس کا گھر امیروں کے گھر کے مانند ہو گا اور جس کے پاس امیرانہ ٹھاٹ باٹ ہو گا۔ اللہ کے نزدیک اسی کا مرتبہ سب سے زیادہ بلند ہو گا؟"

قاضی — "نہیں، یہ تو میں نے نہیں سنا!"

حاتم — "یہ نہیں سنا تو پھر کیا اس کا علم بھی آپ تک پہنچا ہے یا نہیں کہ دنیا سے رخ پھیر کر آخرت کی تعمیر میں جو زیادہ مشغول رہیں گے اور غربا و مساکین سے جو زیادہ محبت کریں گے اور آئندہ زندگی کی تیاری کرتے رہیں گے خدا کے نزدیک ان ہی کا رتبہ بلند ہو گا"

اسی کے ساتھ حاتم اصم جوش میں آ کر فرمانے لگے —

"تم نے اپنے آپ کو کن لوگوں کی زندگی سے مطمئن کر رکھا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور آپؐ کے اصحابیوں اور امت کے صالحین کی زندگی ہے؟ یا فرعون اور نمرود کی زندگی سے تمہارے قلب نے اطمینان پایا ہے، وہی فرعون اور وہی نمرود، جس سے اینٹ اور چونے کی تعمیر کی ابتدا ہوئی؟

قاضی القضاۃ ابن مقاتل سن رہے تھے اور حاتم فرماتے جاتے تھے کہ ـــــ

"اے علمائے سُوء! اے بُرے عالمو! تم ہی جیسوں کو ایک بے چارہ غریب، جاہل مسلمان دنیا دار دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ "جب عالم اس حال میں ہے تو پھر اپنے کو میں اس سے زیادہ بُرے حال میں نہیں پاتا"۔

قاضی کے ہوش حاتم کی تقریر سے جلتے رہے، بیماری میں اضافہ ہو گیا۔ حاتم اسی حال میں چھوڑ کر گھر سے باہر نکل آئے۔

آخر میں قاضی محمد بن مقاتل مکے منتقل ہو گئے اور وہیں مقیم ہوئے، یہاں تک مکے ہی میں وفات پائی۔ یہ انقلاب تھا جو ایک سچے صوفی کی تقریر سے ایک عالم ذہن میں پیدا ہوا۔

حاتم اور قاضی قزوین

قزوین کے قاضی طنافسی سے حاتم کی ملاقات ہوئی تو اس کو اور زیادہ شان و شوکت اور امارت و تکلف سے بھرا پایا۔ ناواقف کی شکل میں اس سے وضو کا طریقہ پوچھا۔ انہوں نے بتا دیا تو کہا ـــ

"آپ کے سامنے وضو کر کے دکھاتا ہوں، کوئی غلطی رہ جائے تو درست کر دیجئے گا"۔

ابتدا میں تین تین دفعہ ہر چیز کو دھویا، جب ہاتھ دھونے کی باری آئی تو بجائے تین دفعہ کے چار دفعہ دھویا قاضی نے ٹوکا کہ "تم نے غلطی کی"۔ بولے "کیا غلطی ہوئی؟" کہا "تین بار سے زیادہ دھونا پانی کو بے کار ضائع کرنا ہے، اور شریعت میں اس کو بھی اسراف قرار دیا گیا ہے"۔

تب حاتم نے سر اٹھایا اور کہنے لگے ـــــ

"سبحان اللہ قاضی صاحب! میں غریب تو ایک چلو بہا کر اسراف کا مرتکب ہو گیا اور جناب نے یہ طمطراق جو اکٹھا کر رکھا ہے، آخر یہ کیا ہے؟" قاضی نے گردن جھکا لی، حاتم بھاگ گئے۔

حاتم مدینے میں

کہتے ہیں حاتم جب مدینے پہنچے تو لوگوں سے پوچھا "یہ کس کا مدینہ (شہر) ہے؟" بولے، "مدینۃ الرسولؐ ہے"۔ حاتم نے کہا "میں اس محل میں دو رکعت نماز ادا کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں رسول اللہؐ رہتے تھے"۔ لوگوں نے کہا "رسول اللہؐ کا محل کہاں تھا، کھجور کی شاخوں پر مٹی لیپ کر جس مکان کی دیوار بنائی گئی تھی اس میں رہتے تھے"۔ حاتم نے کہا "تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی کوٹھیاں کہاں ہیں؟" یہی جواب اس کا بھی دیا گیا۔

فرمایا "تب تم بگڑ گئے کہ تم نے رسولؐ کے شہر کو نمرود اور فرعون کا شہر بنا رکھا ہے"۔

جنازہ احمد بن حنبل

عوام پر امام کا جو اثر تھا، اس امر کا ظہور آپ کے جنازے میں ہوا، جس میدان میں نماز پڑھی گئی، جب اس کی پیمائش کر کے ان لوگوں کا حساب کیا گیا جو اس میدان میں بھرے ہوئے تھے تل رکھنے کی جگہ نہیں تھی تو تیرہ لاکھ آدمیوں کا تخمینہ لگایا گیا، بلکہ بعض لوگ تو مسلمانوں سے آگے پڑھ کر لکھتے ہیں کہ بغداد کے یہود و نصاریٰ اور مجوس سب ہی امام کے ماتم میں شریک تھے کہتے ہیں کہ بعض تو اتنے متاثر ہوئے۔ کہ مسلمان ہو گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان نومسلموں کی تعداد جو امام کی وفات کے دن مسلمان ہوئے تھے چودہ ہزار تھی ـــــ اللہ اللہ!! یہ کرامت ہے اخلاص و للہیت کی!

فقہ بے خشوع

امام علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے کہ نماز میں خشوع و خضوع کا مسئلہ ظاہر ہے۔ کہ قرآنی مطالبہ ہے۔ لیکن فقہ کی کتابوں میں سال ہا سال سے تلاش کر رہا ہوں کہ فقہاء نے اس مسئلے کا کہیں اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے یا نہیں، مدت کے بعد ایک غیر مطبوعہ کتاب میں صرف ایک فقرہ ملا کہ "نماز کے مستحبات میں یہ بھی ہے"۔ "دیکھی تو ساری امت نمازے حضور" پر قانع ہو چکی ہے۔ الا ماشاء اللہ" (فیض)

واقعہ وہی ہے کہ فقہا نے اسلام کے قالب کو اپنی بحث کا موضوع بنایا۔ اسی لئے صرف انہی عناصر کا ذکر کرتے ہیں، جن سے اسلامی قالب کی تعمیر میں مدد ملتی ہے۔ باقی اسلام کا قلب اور اس کی روح، اس کے عناصر و اجزاء، یہ بالکل جداگانہ چیزیں ہیں کتاب و سنت کا جو حصہ ان پر مشتمل ہے۔ فقہاء نے دین کے اس حصے پر بحث کرنے کا ارادہ ہی نہیں کیا ہے

غیبت

امام ابن سیرین کی دینی شائستگی کا یہ حال تھا کہ گفتگو کرتے ہوئے ایک شخص کے متعلق زبان سے نکل گیا کہ "اس کالے آدمی کو میں نے نہیں دیکھا"

پھر خود ہی کہنے لگے کہ "میں نے اس شخص کی غیبت کی" اور استغفار کرنے لگے۔

رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے مذہبی فرقوں کی آویزشوں کی دردناک داستان عبرت ناک بھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قریب قریب دس لاکھ انسانوں کو زندہ جلا دیا گیا۔ انتہائی سنگ دلی کے ساتھ لوگ قتل کئے گئے۔ ایک فرقے کے مردوں نے دوسرے فرقے کی عورتوں کے پیٹ چاک کر کر کے بچے نکالے اور کتوں کو کھلائے۔

ہندوستان میں بودھ متی اور برہمن دھرم والوں کی کش مکش میں کھولتے ہوئے تیل میں زندہ انسانوں کو تلا گیا۔

"اب ان سب لوگوں کو عقل آ گئی ہے، اور آپس میں گھل مل کر رہنے کا سلیقہ سیکھ گئے ہیں۔ کاش مسلمان جن میں کوئی بنیادی اختلاف ہے ہی نہیں، آپس میں بیٹھنے کی رواداری اختیار کر سکیں" فیض (ا)

اعلان

بعض ایجنٹ حضرات نے تا حال اپنی واجب الادا رقوم کی ادائیگی نہیں کی، ان صاحبان کے پاس ہمارا نمائندہ عنقریب آ رہا ہے۔ ازراہ کرم بقایا رقوم کی ادائیگی فی الفور کی جائے۔ تاکہ نہ تو ترسیل بنڈل بند ہو اور نہ ذاتی طور پر رقوم وصول کرنے میں ادارہ کا پیسہ اور وقت ضائع ہو۔

حدیث کی مشہور کتاب نصف ہدیے میں

سنن نسائی عربی اردو مع شرح تین جلدوں میں کامل ترجمہ از علامہ وحید الزمان صاحب رح جو کہ تقریباً ایک صدی کے بعد طبع ہوئی ہے کہ ہدیہ میں ہم نے انتہائی رعایت کر دی ہے سابقہ ہدیہ تیس روپے رعایتی ہدیہ ۱۵ روپے کتاب محدود تعداد میں باقی ہے آج منگائیے

مکتبہ ایوبیہ ـ اے ایم ۱ کراچی ۱

موسم گرما کے لئے

فون نمبر ۶۴۸۱

شیخ عنایت اللہ اینڈ سنز انار کلی لاہور سے

(۱) امریکن ڈیزائن بش شرٹیں بہت سے نمونوں اور مختلف رنگوں میں

(۲) اونچا سننے والے حضرات کیلئے ٹرانسسٹر آلہ قیمت ۲۹۵/- روپے

(۳) خوشبو دار فینائل جس کی خوشبو سے کپڑا خود بخود بھاگ جاتا ہے

(۴) ملیریا اور مچھر سے نجات کیلئے مچھر دانیاں ڈانی گول چالی سنیے

(۵) لوبا ہیر ڈارکنر مجہ فارمولہ ۷ بالوں کی قدرتی سیاہی کیلئے

(۱) شیخ عنایت اللہ اینڈ سنز انار کلی لاہور

(۲) میسر زمان اللہ رحمت مارکیٹ انار کلی لاہور

مومن کے اوصافِ حمیدہ

محمد شفیع عمرالدین (ڈھٹہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِىَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ ○ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (السجدہ آیت ۱۶-۱۹)

ترجمہ: اپنے بستروں سے اٹھ کر اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں۔ اور ہمارے دیئے ہیں سے کچھ خرچ بھی کرتے ہیں۔ پھر کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے عمل کے بدلہ میں ان کی آنکھوں کی کیا ٹھنڈک چھپا رکھی ہے کیا مومن اس کے برابر ہے جو نافرمان ہو؟ برابر نہیں ہو سکتے۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کے ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے مہانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔

یعنی

اس سے اوپر والی آیت میں مومن کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں:-

(۱) وہ قرآن مجید کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

(۲) وہ احکام الٰہی سن کر ان پر عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حمد کرتے ہیں۔

(۳) وہ تکبر نہیں کرتے۔ احکام الٰہی سے اعراض نہیں کرتے جو متکبروں کی روش ہے۔

مذکورہ بالا آیت ۱۶ میں ان مومنوں کی کچھ اور صفتیں بیان فرمائی گئی ہیں:-

(۴) وہ رات کے وقت نیند کو چھوڑ کر بستروں سے علٰحدہ ہو جاتے ہیں اور تہجد کی نماز پڑھتے ہیں۔ عشا اور فجر کی نمازیں ادا کرتے ہیں۔

(۵) وہ دل میں خوفِ الٰہی رکھتے ہیں کہ کہیں گناہوں کی پاداش میں عذابِ الٰہی میں گرفتار نہ ہو جائیں۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

(۶) وہ عبادت اور احکامِ الٰہی بجا لا کر اس کی رحمت اور مغفرت کی امید رکھتے ہیں۔

(۷) وہ صدقات اور خیرات کرتے ہیں۔ ایسے باعمل لوگوں کا ٹھکانا جنت ہے، جس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اسوہ حسنہ

حضرت سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت اتنی طویل ہوتی تھی کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔

مگر ہماری حالت یہ ہے کہ تہجد کی نماز کا ذکر تو چھوڑیئے۔ ہم فرض نمازوں سے بھی غافل ہو گئے ہیں۔ قصیدہ بردہ کا یہ شعر ہمارے حسب حال ہے:-

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْيَا الظَّلَامَ اِلٰى
اِنِ اشْتَكَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَرَمِ

یعنی میں نے حضرت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل نہ کیا جو آپ نے راتوں کو بیدار رہ کر اس قدر عبادت کی کہ پاؤں مبارک سوج گئے۔

اس کے برعکس لہو ولعب اور کھیل تماشوں میں ہماری ساری رات بھی گذر جائے تو کم ہے اب حضرات صحابہ کرامؓ کی مبارک زندگیوں کے چند واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ کاش ہم وقت سے پہلے بیدار ہوں۔

رات کی عبادت کا حال

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سنت مطہرہ کے بڑے پابند تھے۔ آپ رات بھر نمازیں پڑھتے تھے۔ رات کو چار یا پانچ مرتبہ اٹھ کر نماز پڑھتے۔ تلاوت قرآن پاک کے ساتھ اتنا شغف تھا کہ ایک رات میں پورا قرآنِ کریم ختم فرماتے۔ (مہاجرین)

(۲) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رات کی عبادت کا حال ملاحظہ فرمایئے آپ کو عبادت کا نہایت شوق تھا۔ آپ کے گھر میں تین افراد تھے۔ ایک آپ، ایک بیوی اور ایک خادم تینوں رات کو باری باری اٹھتے اور اسی طرح ساری رات گھر میں عبادت کرتے جب ایک سوتا تو دوسرے کو جگا دیتا۔ (مہاجرین)

(۳) رات کا وقت جب لوگوں کو نرم اور گرم بستروں پر آرام کرنے کا ہوتا ہے اس وقت حضرت عبداللہ بن عبداللہ اٹھتے اور آہستہ آہستہ قرآن پاک کی تلاوت میں لگے رہتے۔ اس کے علاوہ صبح صادق سے لے کر طلوعِ آفتاب تک تسبیح وتہلیل کا شغل رکھتے اور آپ کے گھر کے دوسرے افراد بھی صبح کو جلدی ہی عبادت میں مشغول ہو جاتے (ایضاً)

(۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ زہد، پرہیز گاری اور کثرتِ عبادت میں مشہور تھے۔ آپ دن کو عموماً روزہ رکھتے اور رات کا اکثر حصہ عبادت میں گذارتے۔ ہر تیسرے روز قرآن کریم ختم کرتے۔ (ایضاً)

(۵) حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں نماز کے لئے ایک حجرہ مقرر کر لیا تھا اور آپ کا پُر لطف مشغلہ عبادت، اور رات کو جاگ کر عبادت کرنا تھا۔ ساری ساری رات عبادت میں گذارتے اور دن کو روزہ رکھتے (ایضاً)

(۶) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بڑے زاہد اور عابد تھے۔ رات بھر نماز پڑھتے اور دن کو روزہ رکھتے۔ ساری ساری رات عبادت میں گذار دیتے۔ آپ ہی کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے نصیحت فرمائی تھی کہ تم پر تمہارے رب، تمہاری آنکھ اور تمہاری بیوی سب کا حق ہے۔ روزوں کے ساتھ افطار اور شب بیداری کے ساتھ سونا ضروری ہے۔

(ایضاً)

خوفِ خدا کے واقعات

(۱) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے خوف خدا کے باعث دنیا کا ہر واقعہ مرقع عبرت بن جاتا تھا۔ اور اس کی ہیبت وجلال کو یاد کر کے رونے لگتے تھے۔ ایک دفعہ دن بھر روزہ سے رہے۔ شام کے وقت کھانا سامنے آیا تو بے اختیار مسلمانوں کا گزشتہ فقر وفاقہ یاد آ گیا، بولے حضرت مصعب بن عمیرؓ مجھ سے بہتر تھے وہ شہید ہوئے تو کفن ایک صرف چادر تھی جس سے سر چھپایا جاتا تھا تو پاؤں کھل جاتے تھے اور پاؤں چھپاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے لیکن اب دنیا ہمارے لئے کشادہ ہو گئی ہے اور ہمیں اس قدر دنیاوی نعمتیں مرحمت کی گئی ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ شاید ہماری نیکیوں کا معاوضہ دنیا ہی میں مل گیا ہے۔ اس کے بعد اس قدر رقت طاری ہوئی کہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔

(ایضاً)

(۲) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رقت قلب

اور خوفِ الٰہی کے سبب خود بھی روتے اور دوسروں کو بھی رلاتے۔ ایک مرتبہ بصرہ میں دورانِ خطبہ میں فرمایا:۔

"اے لوگو! خوب روؤ۔ اگر رونا نہ آئے تو کم از کم رونی صورت بناؤ۔ کیونکہ دوزخی جنہوں نے دنیاوی زندگی ہنس کر گذاری ہوگی اس قدر روئیں گے کہ آنسو خشک ہوجائیں گے پھر خون کے آنسو روئیں گے نہ آنسوؤں کی فراوانی کا یہ حال ہوگا کہ اگر کشتیاں

میں حاضر ہوئے اور عرض کی "میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ پورا قافلہ اسباب سامان اور اونٹوں سمیت راہِ خدا میں وقف ہے"۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنا نصف مال دچار ہزار درہم پیش کئے۔ دو دفعہ چالیس چالیس ہزار دینار پیش کئے۔ ایک مرتبہ جہاد کے لئے پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ حاضر کئے

ایک زمین کا قطعہ چالیس ہزار دینار کو بیچا اور سب رقم راہِ خدا میں تقسیم کر دی۔

(ایضاً)

اس ضمن میں وہ اپنا ایک واقعہ سناتے تھے کہ میں سریاں والے بازار کی طرف سے کشمیری بازار کو آرہا تھا۔ راستے میں ایک تھڑے پر بیٹھے ہوئے ایک شخص نے مجھے اٹھ کر السلام علیکم کہا۔ اور فرمایا "حضرت اس بھرے بازار میں ہر آنے جانے والے کو میں دیکھ رہا ہوں لیکن مجھے کوئی انسان ان میں نظر نہیں آیا۔ کوئی سور نظر آتا ہے کوئی کتا اور کوئی دوسرا جانور۔ سارے دن میں مجھے آپ ہی انسان نظر آئے ہیں۔

بچوں کا صفحہ

ساعتے با اولیاء

قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی انصاری پانچویں صدی ہجری کے اولیاء امّت میں سے ہیں انہوں نے اپنا یہ عجیب وغریب واقعہ خود ہی بیان فرمایا ہے جس کو یوسف بن خلیل حافظ نے اپنے معجم میں سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور انہیں کے حوالے سے ابن رجب نے طبقات حنابلہ میں بھی اس کو ذکر کیا ہے ـــ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک زمانے میں مکہ معظمہ میں مقیم تھا اور فقر وتہی دستی کی وجہ سے فاقوں پر فاقے آتے تھے، ایک دن جب میں بھوک سے بہت ہی بیتاب تھا اور بھوک کی تکلیف سے نجات حاصل کرنے کے لیئے میرے پاس کچھ نہیں تھا مجھے ریشم کی ایک تھیلی ملی جو ریشمی دھاگے ہی سے بندھی ہوئی تھی، میں نے اس کو اٹھالیا اور اپنے گھر لے آیا، کھول کے دیکھا تو اس میں ایسے نفیس اور بیش قیمت موتیوں کا ایک ہار تھا جو میری چشم تصور نے بھی کبھی نہیں دیکھے تھے، میں اس کو گھر میں رکھ کے باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک صاحب وجاہت بزرگ اپنے گم شدہ ہار کے بارے میں اعلان کر رہے ہیں، ان کے ہاتھ میں رومال میں بندھی پانچ سو اشرفیاں ہیں اور وہ پکار کے کہہ رہے ہیں، کہ یہ اشرفیاں میں اللہ کے اس بندہ کی خدمت میں پیش کروں گا جو میرا ہار کہیں سے پا کے مجھ تک پہنچا دے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی اور میں نے سوچا کہ غالباً وہ ہار انہی بزرگ کا ہے، میں ان کو دے دوں اور چونکہ میں اس وقت بہت بھوکا اور سخت حاجت مند ہوں اس لئے یہ رقم ان سے لے لوں اور اپنی ضرورتیں اس سے پوری کروں، چناں چہ میں نے اس سے کہا آپ ذرا میرے ساتھ آئیے! وہ میرے ساتھ میرے گھر آئے، پھر میرے دریافت کرنے پر انہوں نے اپنی گم شدہ تھیلی اور اس کے تسمہ کی خاص علامات بتائیں اور بتلایا کہ ہار میں کتنے موتی ہیں اور ان موتیوں میں کیا خاص نشانات ہیں اور دھاگہ کی کیا جان پہچان ہے انہوں نے جو کچھ بتایا اس سے مجھے یقین ہوگیا کہ وہ تھیلی انہی کی ہے تو میں نے نکال کے ان کی خدمت میں پیش کر دی انہوں نے اپنے اعلان کے مطابق پانچ سو اشرفیاں مجھے دینی چاہیں لیکن اب میرے دل نے کہا کہ ان کا لینا ٹھیک نہیں، چنانچہ میں نے ان سے عرض کیا کہ یہ آپ کی چیز اور آپ کی امانت تھی میرا فرض تھا کہ میں آپ کو پہنچا دوں اللہ تعالےٰ نے اس فرض کی ادائیگی میرے لئے آسان فرمادی، میں اس کا کوئی معاوضہ اور بدلا نہیں لے سکتا، انہوں نے اصرار کیا اور سخت اصرار کیا لیکن میرا ضمیر قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوا، اور اپنی سخت بھوک اور حاجت مندی کے باوجود میں نے اس کو قبول نہیں کیا ـــ آگے اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھئے!

ایک مدت کے بعد میں مکہ معظمہ سے چلا اور ایک کشتی پر سوار ہوا جس پر اور بھی بہت سے مسافر تھے، اللہ کی شان کشتی بیچ سمندر میں ٹوٹ گئی اور اس کے سارے مسافر ایک ایک کر کے سمندر میں ڈوب کے ختم ہوگئے مجھے اللہ تعالیٰ نے بچالیا اور کشتی کے ایک ٹکڑے پر میں کسی طرح بیٹھا رہا، سمندر کی موجیں کشتی کے اس ٹکڑے یا تختے کو چلاتی اور بڑھاتی رہیں ایک مدت تک میں سمندر میں اس تختہ پر رہا اور مجھے کچھ خبر نہیں تھی کہ میں کہاں جا رہا ہوں یہاں تک کہ کشتی کے اس تختہ نے مجھے ایک جزیرہ میں پہنچا دیا، اس جزیرے میں مسلمانوں کی آبادی تھی اور مسجدیں تھیں میں ایک مسجد میں جا کے بیٹھ گیا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگا۔ وہاں کے لوگوں نے جب مجھے قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنا اور اس کا چرچا ہوا تو جزیرے کے باشندے ایک ایک کر کے میرے پاس آئے اور سب نے مجھ سے استدعا کی کہ ہم کو بھی قرآن سکھادو، میں ان کو قرآن مجید پڑھانے اور سکھانے لگا، اہل جزیرہ نے میرا بڑا اکرام کیا اور طرح طرح کے ہدایا اور عطایا مجھے دیئے۔

ایک دن اسی مسجد میں مجھے نہایت خوشخط لکھے ہوئے قرآن مجید کے کچھ اوراق ملے وہاں کے لوگوں نے میرے پاس جب وہ اوراق دیکھے تو انہوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ لکھنا بھی بہت اچھا جانتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں اللہ تعالےٰ نے مجھے یہ چیز بھی نصیب فرمائی ہے اور میں خطاط بھی ہوں، ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہم کو لکھنا بھی سکھا دیجئے، چنانچہ سارے جوان اور نو عمر بچے خطاطی سیکھنے کے لئے میرے پاس آنے لگے اور میرا اور زیادہ اکرام ہونے لگا اور ہدایا اور تحائف سے انہوں نے مجھے مالا مال کر دیا کچھ دنوں کے بعد وہاں کے لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ہاں ایک بڑے معزز اور باثروت گھرانے کی ایک یتیم لڑکی ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس کا نکاح آپ سے ہو جائے میں نے ابتداءً عذر کیا لیکن انہوں نے ازراہ اکرم ومحبت اصرار کیا یہاں تک کہ میں آمادہ ہوگیا اور بالآخر نکاح ہوگیا، جب نکاح کے بعد وہ لڑکی میرے پاس پہنچائی گئی تو میری نگاہ اس کے گلے کی طرف گئی، میں نے دیکھا کہ اس کے گلے میں نہایت بیش قیمت موتیوں کا گویا بعینہ وہی ہار ہے جو مکہ معظمہ میں مجھے پڑا ہوا ملا تھا اور میں نے وہ اس کے مالک کے حوالہ کر دیا تھا، میں حیرت اور تعجب اور غور کے ساتھ اس ہار کو دیکھنے لگا۔ میری یہ حرکت بڑی نامناسب سمجھی گئی کہ نئی بیوی کو دیکھنے اور اس کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے میں اس کے گلے میں پڑے ہوئے ہار کو دیکھ رہا ہوں۔ آخر میں نے بتایا کہ میں ہار کو اس لئے دیکھ رہا ہوں کہ بالکل ایسا ہی بلکہ گویا یہی ہار میں نے مکہ معظمہ میں پایا تھا اور پھر اس طرح اس کے مالک کو پہنچا دیا تھا پھر میں نے مکہ معظمہ کا وہ پورا قصّہ بیان کیا۔ لوگوں نے جب وہ قصہ مجھ سے سُنا تو سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر ان کی زبانوں پر جاری ہوگیا اور ایک شور مچ گیا اور پھر ان لوگوں نے بتایا کہ بیشک یہ وہی ہار ہے جو مکہ معظمہ میں گم ہوگیا تھا اور تم نے پایا تھا، اور وہ صاحب وجاہت بزرگ جن کو تم نے وہ ہار واپس کیا تھا اس لڑکی کے والد تھے جو ہمارے جزیرے کے بڑے صالح بزرگ تھے ان کا اب سے کچھ ہی عرصہ پہلے انتقال ہوا ہے وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے دنیا میں بس ایک ہی سچا مسلمان مرد دیکھا جس نے مکہ معظمہ میں میرا ہار پا کر مجھے واپس کیا تھا اور میں اصرار سے اس کو پانچ سو اشرفیاں دینا چاہتا تھا مگر وہ قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ بزرگ برابر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ کسی طرح اپنے اس بندے کو میرے پاس پہنچا دے اور ایسی صورت پیدا فرما دے کہ میں اپنی بیٹی کی اس سے شادی کر دوں ـــ اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس صالح بندے کی دعا کس طرح قبول فرمائی ؛

یہ غلط کے کام آئے تیری عقل مصلحت بیں
کہ حنین وبدر وخندق ہیں جنوں کی جلوہ گاہیں

سر کفر توڑنا ہے مجھے اے خدا عطا کر
کسی غزنوی کے بازو کسی غزنوی کی ما[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور یکن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۳ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور یکن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۸۱-۲۷۳۰ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

مسلمان قوم کو غیرت، حمیت اور اسلام کی دعوت

خطباتِ جمعہ

از حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے دن جو خطبہ حضرت شیخ التفسیرؒ ارشاد فرمایا کرتے تھے وہ پہلے خدام الدین میں چھپتے رہتے تھے۔ اب ان کو کتابی شکل دے کر علیحدہ شائع کر دیا گیا ہے۔ اس وقت تک خطبات کی آٹھ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

حصہ اول ۱/۵۰ حصہ سوم ۱/۰۰ حصہ دوم، چہارم تا ہشتم ۲۵/ ر فی محصولڈاک ۱/۵۰ بذمہ خریدار۔ وی، پی ہرگز نہ ہو گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں روحانی بیماریوں کا مکمل علاج

مجلسِ ذکر

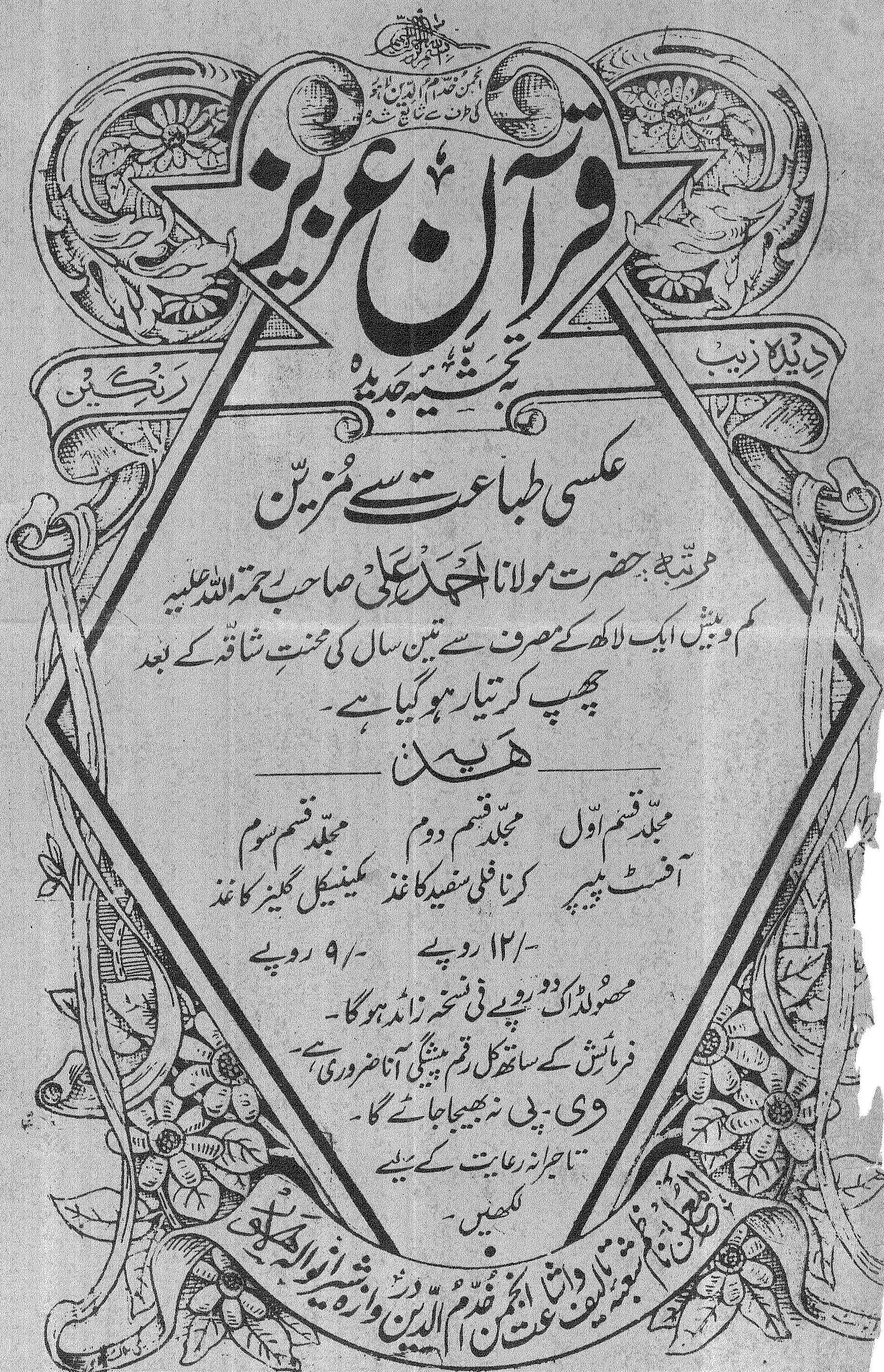
حضرت شیخ التفسیرؒ مجلس ذکر کے بعد جو ارشادات فرماتے رہتے تھے وہ خدام الدین میں چھپتے رہتے تھے۔ اب ان کو کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا ہے۔ کتاب کے ۹ حصے ہیں۔ ہر ایک حصہ کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ مکمل سیٹ کی قیمت دس روپے بمعہ محصول ڈاک۔ وی، پی ہرگز نہ ہو گا۔

اصلی حنفیت

اپنے اعمال و احوال کا صحیح جائزہ لینے اور مروجہ بدعات کی تفصیل اور سن ایجاد معلوم کرنے کے لئے اصلی حنفیت منگوا کر پڑھئے۔

قیمت ۱۹ پیسے محصولڈاک ۳ پیسے

ملنے کا پتہ:۔ ناظم انجمن خدام الدین لاہور



(سندھی ترجمہ)
قرآن مجید
شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہٗ

رعائتی ہدیہ